انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت
(بائیسواں شمارہ)

معراجِ بشریت
سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (بائیسواں شمارہ)

معراج بشریت

سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	معراجِ بشریت - سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اقتباس از	:	منتہی الآمال۔ ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ
ترتیب	:	حجۃ الاسلام مولانا مجاہد حسین دامانی قمی
		حجۃ الاسلام مولانا سید ہاشم عباس زیدی
تصحیح	:	حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی
ڈیزائنر	:	علی رضا بھانجی
تاریخ اشاعت	:	شوال ۱۴۴۲ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحارالأنوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

- مرحوم روشن علی لیلانی
- مرحومہ گلشن بانو لیلانی
- مرحومہ مریم بائی پنجوانی
- مرحوم برکت علی پنجوانی
- مرحوم مشتاق احمد دھارسی
- مرحومہ رشیدہ بانو دھارسی
- مرحوم اکبر علی لیلانی
- مرحوم وزیر علی احمد بھائی
- مرحومہ گل بانو بنت الدین
- مرحوم محمد حسین رمضان علی
- مرحوم نذر حیدر ابن وصی حیدر
- مرحوم محمد تقی ابن راشد موراج
- مرحوم حبیب سلطان راؤجی
- دھنجی خاندان کے تمام مرحومین
- مرحوم زرینہ وصی بنت وصی حیدر
- وکیل خاندان کے تمام مرحومین
- لیلانی خاندان کے تمام مرحومین
- نایانی خاندان کے تمام مرحومین
- بادامی خاندانی کے تمام مرحومین
- فرشتہ خاندان کے تمام مرحومین
- پیرانی خاندان کے تمام مرحومین
- سومجی خاندان کے تمام مرحومین
- مونی خاندان کے تمام مرحومین
- راجانی خاندان کے تمام مرحومین
- چارانیہ خاندان کے تمام مرحومین
- ھیمانی خاندان کے تمام مرحومین
- دھارسی خاندان کے تمام مرحومین
- مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین
- مرحومہ شمیم محمد ابن محمد حسین ماؤجی
- مرحومہ جانی بیگم بنت میر عبدالصمد
- پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
- مرحوم سید محمد تقی ابن آغا سید علی جہلم

- کرمانی خاندان کے تمام مرحومین
- مرحومہ سکینہ بانو زوجہ حسن علی والجی
- مرحومہ قریشہ بیگم بنت زوار حسین
- روکاڑیا خاندان کے تمام مرحومین
- لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین
- مرحوم سید عمیر آفاق ابن سید محمد تقی جہلم
- مرحومہ کنیز عباس بنت عنایت حسین
- محمد تقی کے خاندان کے تمام مرحومین
- عزیز احمد کے خاندان کے تمام مرحومین
- یوسف علی کے خاندان کے تمام مرحومین
- مرحومہ طاہرہ خاتون بنت عطرت حسین
- مرحوم محمد حسین ابن سلطان علی سایانی
- مرحوم سید وصی حیدر ابن میر نادر حسین
- مرحومہ مونا فاطمہ بنت حسین علی وکیل
- ویردی والا خاندان کے تمام مرحومین
- مرحوم آغا جمیل حسین ابن آغا محمد حسین
- مرحومہ سیدہ عزیز فاطمہ بنت یوسف علی
- مرحومہ رضیہ بانو بنت سید جرار حسین رضوی
- مرحوم محمد بلال بھوجانی ابن علی رضا بھوجانی
- ارواح کل مجتہدین، علماءاور مومنین
- حامدہ بیگم کے خاندان کے تمام مرحومین
- آصف رضا کے خاندان کے تمام مرحومین
- شریف ہاشم کے خاندان کے تمام مرحومین
- سید عطا نقوی کے خاندان کے تمام مرحومین
- ڈاکٹر سجاد حیدر کے خاندان کے تمام مرحومین
- مرحومہ رقیہ بائی بنت جعفر علی کانجی زوجہ شعبان علی
- مرحوم سید علمدار رضا رضوی ابنِ سید محمد مُرتضیٰ رضوی
- مرحومہ سیدہ کہکشاں پروین بنت سید وصی حیدر رضوی
- مرحوم سید جرار حسین رضوی ابن سید قرار حسین رضوی
- مرحوم سید عطرت حسین رضوی ابن سید قربان علی رضوی
- مرحوم سید نیاز عباس ابن سید اکبر جے پوری سرینگر کشمیر

قواعد و ضوابط

۱۔ سوالنامہ گذشتہ ایڈیشن کی طرح اس بار بھی کتاب کے ساتھ نہیں دیا جائے گا بلکہ مقررہ تاریخ ۱۸ جولائی ۲۰۲۱ بروز اتوار صبح ۱۲ بجے مقررہ علاقے میں معین سینٹرز میں لیا جائے گا۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر کسی طرح کا نشان نہ لگائے چاہے مٹائے جانے کا نشان ہی کیوں نہ ہو بصورت دیگر جواب غلط شمار ہو گا۔ جوابات اسی کتابچے میں موجود مواد کے مطابق چیک کیے جائیں گے۔

۵۔ دوران امتحان کسی بھی طرح کی نقل یا آپس میں گروپنگ کی گئی تو ایک وارننگ کے بعد امتحانی پیپر کینسل کر دیا جائے گا۔

۶۔ امتحان میں ادارے کی طرف سے دیئے گئے کتابچہ کے علاوہ کسی بھی طرح کا دیگر مواد رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

۷۔ خصوصی انعامات خواتین و حضرات میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے جائیں گے۔ ایک سے زائد خصوصی انعام کے حقدار ہونے کی صورت میں انعامات بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائیں گے۔

خصوصی انعامات

پہلا انعام:- Rs.10,000/-	دوسرا انعام:- Rs.8,000/-	تیسرا انعام:- Rs.6,000/-
چوتھا انعام:- Rs.5,000/-	پانچواں انعام:- Rs. 2,500/-	

نوٹ: تمام شرکاء کو کم از کم ۳۳ فیصد (30/10) نمبر حاصل کرنے پر ہر نمبر کے عوض ۱۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔

۸۔ یہ سلسلہ آن لائن صورت میں بھی موجود ہے (Audio, Urdu, English & Roman Book) اور اس کی تفصیلات آپ ہمارے فون نمبر 32253606 اور فیس بک facebook.com/giyfpakistan سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ: گوہر حکمت کی آن لائن رجسٹریشن اس بار فری رکھی گئی ہے۔

۹۔ کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے خصوصاً بیرون ملک رہنے والے مومنین ہمارے ای میل پر رابطہ کریں:
giyf@greenislandtrust.org

۸۔ کتابچہ ۱۶ جون سے ۱۵ جولائی ۲۰۲۱ تک درج ذیل ان سینٹرز سے حاصل کرسکتے ہیں:

- GIYF، امتل اپارٹمنٹ، نزد نوبل کمپیوٹر سینٹر، سولجر بازار نمبر ۱
(صبح ۱۱ سے شام ۷ روزانہ سوائے اتوار)
- GIWW، راہین ایوینیو، نزد پاک نایٹ کلینک، سولجر بازار نمبر ۲
(صبح ۱۰ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷ روزانہ سوائے اتوار)
- محمد علی بک ڈپو، سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۸ سوائے اتوار)
- اے ۱۱۴/ ۱۴۵، سروے نمبر ۴۱۷، ملیر (0333-3431638)
- مسجد وحدت المسلمین، چشتی نگر (0312-9743508)
- بقیۃ اللہ اکیڈمی، گلگتی محلہ، نیو میانوالی کالونی، منگھوپیر روڈ (0321-2954620)
- جامع مسجد خدیجہ الکبری، سیکٹر نمبر ۱۱، بلدیہ ٹاؤن (0345-2844736)
- گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول امپھری، پنیال روڈ، گلگت (0310-0775595)
- خیر النساء اکیڈمی، نزد عبداللہ ہسپتال، اسکردو، بلتستان (0344-9511393)
- مدرسہِ زہرا (باری ماما)، شادمان، بالمقابل اسکالر کالج، لاہور (0321-5550763)
- ۹۵۶-۹۵۷، LMQ روڈ، بالمقابل TCS آفس، ملتان (0321-3389300)
- جامعہ مسجد علی ابن علی طالب علیہ السلام محلہ خوجگن، نارووال (0332-4756937)

۱۰۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۱۴ اگست ۲۰۲۱ء کو منعقد کیا جائے گا۔

۱۱۔ ۱۳ اگست ۲۰۲۱ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۲۔ اس کتابچہ سے متعلق تجاویز یا شکایات ادارہ کے e-mail پر بھیجی جاسکتی ہیں، لیکن انتظامیہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

فہرست

پیش لفظ ۸

ساتویں ہجری کے واقعات ۹

فتح خیبر کا بیان: ۹

عمرۃ القضاء: ۱۳

امّ حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح: ۱۴

آٹھ ہجری کے واقعات ۱۵

جنگِ موتہ: ۱۵

جنگ ذات السلاسل کا تذکرہ: ۲۰

فتحِ مکہ: ۲۳

غزوہ حُنَین کا تذکرہ: ۳۱

نویں ہجری کے واقعات ۳۸

غزوۂ تبوک: ۳۹

دسویں ہجری کے واقعات ۴۷

واقعہ مباہلہ: ۴۷

حجۃ الوداع: ۵۱

واقعۂ غدیر: ۵۷

گیارھویں ہجری کے واقعات ۶۲

وفات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت کا بیان: ۶۲

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار بھی اس کتابچہ کے لیئے مواد معروف کتاب ''سفینۃ البحار'' کے مصنف، ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ کی کتاب ''منتہی الامال'' سے اقتباس لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شیخ عباس قمیؒ نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سیرت کو مختلف عنوانات کے تحت عمدگی سے تصیف کیا ہے اور ساتھ ہی رحلت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے خلفاء اور اس دور کی مختلف مشہور شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا ہے۔ پاکستان میں پہلی بار اس کتاب کا ترجمہ محسن قوم سرکار علامہ صفدر حسین نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے کیا جو امامیہ پبلیکشنز پاکستان نے ''احسن المقال'' کے نام سے چھاپا۔ اس اشاعت کے لئے متن اگرچہ ''احسن المقال'' سے لیا گیا ہے۔ لیکن اردو دان طبقے کے لئے زبان کی سلاست کے پیش نظر اصل متن سے تقابل کرتے ہوئے کئی مقامات پر اردو ترجمے میں کئی اصلاحات بھی کی گئی ہیں۔

مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا سید ہاشم عباس زیدی، مولانا مجاہد حسین دامانی قمی، مولانا مصطفی علی وکیل، مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی اور مولانا قمر علی لیلانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

مولانا غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساتویں ہجری کے واقعات

فتح خیبر کا بیان:

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ فتح نازل ہوئی اور اس میں فتحِ خیبر کی بشارت تھی جیسا کہ ارشاد قدرت ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً ١

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تمہیں کھلی ہوئی کامیابی عطا کی۔

اس خیبر کے سات مضبوط قلعے تھے اور وہ ان ناموں کے ساتھ مشہور تھے:

۱۔ ناعم ۲۔ قموص ۳۔ کتیبہ ۴۔ شِق ۵۔ نطاۃ ۶۔ وطیح ۷۔ سلالم

حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد تقریباً بیس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رہے پھر فرمایا: جنگ کی تیاری کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار چار سو افراد کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہودی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ سے مطلع ہوئے تو وہ قلعہ میں بند ہو گئے۔ ایک دن خیبر کے لوگ کھیتی باڑی کے کام کے لئے بیلچے اور ٹوکریاں لے کر اپنے قلعوں سے باہر نکلے۔ اچانک ان کی نگاہ لشکرِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی کہ اس لشکر نے قلعوں کے گرد پڑاؤ ڈالا ہوا ہے تو وہ چیخ کر کہنے لگے: خدا کی قسم! یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کا لشکر ہے۔ یہ کہہ کر اپنے قلعوں میں بھاگ گئے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

اَللّٰہُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ فَإِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

۱۔ سورہ فتح، آیت ۱۸

ترجمہ: اللہ اکبر خیبر خراب و برباد ہوا۔ ہم جب کسی قوم کی ڈیوڑھی پر اتر پڑتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری حالت میں کٹتی ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیلچے اور ٹوکریاں جو توڑنے کے آلات ہیں، خیبر والوں کے ہاتھ میں دیکھے تو سمجھ گئے کہ خیبر منہدم ہو گا۔

دوسری طرف یہودی جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور انھوں نے بیوی بچے قلعہ کتیبہ میں اکٹھے کر دیئے اور چوپایوں کی گھاس اور اپنا خرچہ اور خوراک قلعہ ناعم میں جمع کر دیا اور سخت قسم کا حصار کھینچ دیا اور جنگی جوان قلعہ نطاۃ میں آ گئے۔

حبابؓ بن منذر نے عرض کی کہ یہودی کھجور کے درختوں کو اپنی اولاد اور اہل و عیال سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درختوں کو کاٹنے کا حکم دے دیں تو یہ زیادہ رنج و اندوہ میں پڑ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ پس صحابہ نے چار سو درخت کاٹ دیئے۔

بہر حال مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ جنگ کی اور کچھ قلعے فتح کر لیے اور قلعہ قموص کا محاصرہ کیا۔ وہ قلعہ سخت اور محکم تھا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دردِ شقیقہ میں مبتلا تھے، جس کی وجہ سے میدان میں نہ آسکے۔ ہر روز ایک صحابی عَلم لے کر جاتا اور مقابلہ کرتا اور شام کو فتح کیے بغیر واپس لوٹ آتا۔ ایک دن ابو بکر عَلم لے کر گئے اور شکست کھا کر واپس آئے۔ دوسرے دن عُمر عَلم لے کر گئے اور وہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔

شام کے وقت جب عُمر واپس آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَ رَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ كَرَّاراً غَيْرَ فَرَّارٍ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ۔ ا

ا۔ إعلام الورى بأعلام الهدى (ط - القديمة)؛ النص؛ ص۹۹

ترجمہ: حتمًا یہ کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو شجاع ہو گا، جنگ سے فرار کرنے والا نہیں ہو گا، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ اس وقت تک میدانِ جنگ سے نہیں لوٹے گا جب تک خداوند عالم اس کے ہاتھ پر خیبر فتح نہ کر دے۔

دوسرے دن صحابہ جمع ہوئے اور تمام یہ خواہش رکھتے تھے کہ یہ دولتِ عظمیٰ ہمیں میسر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام کہاں ہیں؟

عرض کیا گیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں اور اُٹھ نہیں سکتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں لے آؤ۔

سلمہ بن اکوع گئے اور آپ علیہ السلام کو ہاتھ پکڑ کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام کا سر اپنے زانو پر رکھ کر لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا۔ اسی وقت آپ علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، حسان بن ثابت نے اس کے متعلق یہ اشعار کہے:

ترجمہ: اور علی علیہ السلام آشوبِ چشم میں مبتلا تھے اور اس کی دوا چاہتے تھے لیکن کوئی علاج کرنے والا نہ تھا۔ ان کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے شفا بخشی۔ پس لعاب دہن جس میں ڈالا گیا اور جس نے ڈالا دونوں بابرکت تھے اور فرمایا عنقریب آج ایسے شمشیر زن بہادر کو عَلم دوں گا جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور میرے معبود کا دوست ہے اور خدا بھی اسے دوست رکھتا ہے اور اس کے ذریعے خدا سخت قلعوں کو فتح کرے گا پس پوری خلقت کو چھوڑ کر علی علیہ السلام کا انتخاب کیا اور علی علیہ السلام کو اپنا وزیر اور بھائی قرار دیا۔

پس عَلم امیر المومنین علیہ السلام کو دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام عَلم لے کر دوڑتے ہوئے قلعہ قموص تک پہنچے۔ مرحب ہر روز کی عادت کے مطابق قلعہ سے باہر نکلا اور مَست ہاتھی کی طرح میدان میں آیا اور رجز پڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبٌ   شَاكِ سِلَاحِي بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

ترجمہ: خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ مکمل جنگ کے ہتھیاروں سے آراستہ، تجربہ کار بہادر ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام غضبناک شیر کی طرح اس کی طرف بڑھے اور فرمایا:

أَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی حَیْدَرَة ضِرْغَامُ آجَامٍ وَلَیْثٌ قَسْوَرَة

ترجمہ: میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا اور میں جنگل کا شیر ہوں۔

جب مرحب نے یہ رجز امیر المومنین علیہ السلام سے سنا تو اُسے اپنی دایہ کی بات یاد آئی، جس نے اس سے کہا تھا کہ تو ہر شخص پر غالب آئے گا سوائے اس کے جس کا نام حیدر ہو گا۔ اگر تُو نے اس سے جنگ کی تو مارا جائے گا۔ لہٰذا مرحب بھاگ کھڑا ہوا۔ شیطان ایک یہودی عالم کی شکل میں سامنے آیا اور کہنے لگا: حیدر تو بہت سے ہیں تو کیوں بھاگ رہا ہے؟ پس مرحب تیزی سے واپس لوٹا اور چاہا کہ پہل کرے اور حضرت علیہ السلام کو زخم لگائے لیکن امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسے مہلت نہ دی اور ذوالفقار کی ایک ضربت سے اسے ہلاک کر دیا۔

اس کے بعد ربیع ابن ابی الحقیق جو اپنی قوم کا نمایاں فرد تھا اور خیبر کا رہنے والا عَنتر جو بہادری اور قوت میں مشہور تھا اور مُرّہ و یاسر وغیرہ جو یہودیوں میں سے بہادر لوگ تھے، ان سب کو قتل کیا۔ یہودی شکست کھا کر قلعہ قموص کی طرف بھاگے اور بڑی مضبوطی سے دروازہ بند کر لیا۔ امیر المومنین علیہ السلام تلوار لیے ہوئے دروازے کے پاس آئے اور اس کو پکڑ کر جھنجوڑا کہ پورا قلعہ لرز اُٹھا۔ صفیہ بنت حیّ بن اخطب اپنے تخت سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ حضرت علیہ السلام نے وہ دروازہ اُکھاڑ کر اس کو اپنی سپر بنا لیا اور اس طرح تھوڑی دیر لڑتے رہے۔ یہودی بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے خندق پر اِس دروازہ کا پُل بنا دیا اور خود خندق میں کھڑے ہو گئے، تمام لشکر کو اِس پُل سے گزارا۔ پھر اسے اپنے پیچھے کی طرف چالیس ہاتھ کے فاصلے پر پھینک دیا۔ جبکہ بعد میں چالیس آدمیوں نے چاہا کہ اس دروازے کو اُٹھائیں وہ اس دروازہ کو حرکت بھی نہ دے سکے۔

روایت ہے کہ فتحِ خیبر کے دن جعفرؓ بن ابی طالب حبشہ سے واپس آئے اور رسول خدا ﷺ ان کے آنے سے خوش ہوئے اور انہیں نماز جعفر طیارؓ سکھائی۔ حضرت جعفرؓ آپ ﷺ کے لیے حبشہ سے کچھ ہدیے لائے تھے جن میں عطر اور لباس تھے اور ان میں ایک زرتار کی چادر بھی تھی جو آنحضرت ﷺ نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو عطا فرمادی۔ آپ علیہ السلام نے اس میں سے سونے کے تار الگ کیے جو ہزار مثقال تھے اور انھیں مدینے کے فقیروں میں تقسیم کر دیا اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔

عمرۃ القضاء:

۷ھ ہی میں عمرۃ القضاء واقع ہوا اور وہ اس طرح کہ جب آپ ﷺ خیبر سے واپس آئے تو مکّہ کی زیارت کا قصد کیا اور ذیقعدہ کے مہینے میں حکم دیا کہ اصحاب، مکّہ کے سفر کی تیاری کریں اور عمرۂ حُدیبیہ کی قضا کریں۔ پس وہ لوگ جو حُدیبیہ میں موجود تھے، کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ عازمِ مکّہ ہوئے۔ انہوں نے ہتھیاروں کے ساتھ ستر اونٹ قربانی کے بھی ہمراہ لیے تاکہ اگر قریش عہد شکنی کریں تو ہتھیار کام دے سکیں۔ وہ ہتھیار انہوں نے چھپا رکھے تھے، آنحضرت ﷺ قصویٰ نامی ناقہ پر سوار ہوئے اور کچھ اصحاب پیادہ اور کچھ سوار آپ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ اور تلواریں غلافوں میں حمائل کیے ہوئے تھے۔ یہ سب تلبیہ کہتے ہوئے حَجون سے مکّہ میں داخل ہوئے اور سواری پر طواف کیا اور جو چھڑی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی، اس سے استلامِ حجرِ اسود فرمایا (اس سے حجر اسود کی طرف اشارہ کیا گویا حجر اسود کو چھو رہے ہیں) اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہؓ چادر دائیں بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر اس طرح ڈالیں کہ دایاں کاندھا برہنہ رہے اور بایاں چھپ جائے اور طواف کی حالت میں قوت کا مظاہرہ کریں تاکہ کافر مسلمانوں کو کمزور نہ سمجھیں اور طواف کے دوران دوڑنے اور تیزی سے چلنے کا حکم، مکّہ کے زائروں کے لئے اسی دن سے برقرار ہے۔ آپ ﷺ تین روز تک مکّہ میں رہے پھر واپس لوٹ آئے۔

امّ حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح:

سن ۷ ہجری ہی میں رسول اکرم ﷺ نے امّ حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ نکاح کیا۔ وہ پہلے عبد اللہ بن جحش کی بیوی تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہو گئیں تھیں، دونوں میاں بیوی حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، حبشہ میں ان کا شوہر عیسائی ہو کر مر گیا تھا لیکن اُم حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں، یہاں تک کہ اُم حبیبہؓ کی خواستگاری کا خط رسول خدا ﷺ کی طرف سے نجاشی کو پہنچا۔ نجاشی نے ایک مجلس ترتیب دی، حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ السلام اور باقی مسلمانوں کو جمع کیا اور رسول خدا ﷺ کی وکالت کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا نکاح اُم حبیبہؓ کے ساتھ پڑھا۔ حضرت اُم حبیبہؓ کی طرف سے خالد بن سعید بن عاص وکیلِ نکاح تھے۔ نکاح کے وقت نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا:

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو مالک مطلق ہے اور ہر عیب سے پاک، سلامتی دینے والا، امن دینے والا، ہر شیء پر قدرت رکھنے والا، غالب آنے والا اور جلالت والا ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد حضرت محمد ﷺ نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں ان کا نکاح حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے کرادوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ نکاح انجام دیتا ہوں اور مہر کی رقم چار سو دینار قرار دیتا ہوں۔

پھر اس نے حکم دیا کہ چار سو دینار حقِّ مہر حاضر کیا جائے۔ پھر حضرت خالد بن سعید نے کہا:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس کی میں حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی سے مغفرت کا طالب ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ انہیں تمام ادیان پر غالب کر سکے چاہے یہ بات مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد میں قبول کرتا ہوں اس فرمائش کو جس کا اظہار رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کیا گیا اور میں ام حبیبہؓ کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں دیتا ہوں پس اللہ اس نکاح کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بابرکت قرار دے۔

پھر حضرت خالد نے رقم اٹھالی، نجاشی نے حکم دیا کہ کھانا حاضر کیا جائے۔ تمام اہل مجلس نے کھانا کھایا اور پھر رخصت ہو گئے۔[1]

آٹھ ہجری کے واقعات

جنگِ موتہ:

سن ۸ ہجری میں جنگِ موتہ پیش آئی۔ وہ علاقہ بلقاء کی ایک بستی ہے جو شام میں ہے۔ جنگ کی وجہ یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارث ابن عمیر ازدی کو خط دے کر حاکم بصریٰ (یہ شام کے علاقہ میں ایک قصبہ ہے) کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ پہنچے تو شر حبیل بن عمرو غسانی جو دربارِ قیصر کے بڑے لوگوں میں سے تھا، ان کے سامنے آیا اور حضرت حارثؓ کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جنگ کے لیے لشکر تیار کیا جائے اور وہ جرف کے علاقے کی طرف جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی مقامِ جرف تک تشریف لے گئے۔ لشکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکریوں کی تعداد شمار کی تو وہ تین ہزار لوگوں پر مشتمل لشکر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید عَلم تیار کیا اور اسے حضرت جعفر طیارؓ کے ہاتھ میں دے کر انہیں امیرِ لشکر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جعفرؓ کی شہادت کے بعد زیدؓ بن حارثہ امیرِ لشکر ہوں گے اور ان کو بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو عبد اللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں گے اور عبد اللہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کو اختیار ہے جسے چاہیں امیر لشکر بنالیں۔ ایک یہودی وہاں موجود تھا۔ وہ کہنے لگا اگر آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی بات سچی ہے تو یقیناً ان اشخاص میں سے کہ جن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لیا ہے، کوئی ایک بھی زندہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔ کیونکہ انبیاءِ بنی اسرائیل اگر اس طرح سو آدمیوں کا نام بھی لیتے تب بھی وہ تمام شہید ہو جاتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم

۱۔ بحار الانوار (ط۔ بیروت)؛ ج۲۱؛ ص ۴۴

دیا کہ جس جگہ حارث کو شہید کیا گیا تھا، وہاں جائیں اور کافروں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کریں۔

پس مسلمان راستہ طے کر کے موتہ پہنچے۔ یہ خبر شرحبیل کو ملی تو اس نے قیصر سے بڑی مدد مانگی اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکر کے مقابلے میں ایک لاکھ کے قریب فوج بھیجی۔ مسلمان جو شہادت کے خواہش مند تھے اور جنت میں جانے کی تمنا رکھتے تھے، وہ دشمن کی کثرت سے قطعاً مرعوب نہ ہوئے اور مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بستہ ہو گئے۔ حضرت جعفرؓ اپنی صف سے آگے بڑھے اور پکار کر کہنے لگے: اے لوگو! گھوڑوں سے کود پڑو اور پیدل جنگ کرو۔ یہ بات آپؓ نے اس لیے کہی تا کہ مسلمان پیادہ ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ پس آپؓ گھوڑے سے اُترے اور آپؓ نے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور عَلم لے کر ایک طرف سے حملہ آور ہونے لگے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور کافر گروہ در گروہ حملہ آور ہونے لگے۔ انہوں نے حضرت جعفرؓ کے اردگرد حلقہ بنالیا اور تلواروں کے وار کرنے لگے۔ پہلے حضرت جعفرؓ کا دایاں بازو قلم کیا۔ انہوں نے عَلم بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسی حالت میں جنگ جاری رکھی۔ پچاس کے قریب زخم ان کے جسم کے سامنے کی سمت آئے۔ پھر ان کا بایاں بازو بھی قلم ہو گیا۔ اس حالت میں بھی وہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے عَلم کو بلند کیے رہے، ایک کافر نے آپؓ کی کمر پر تلوار ماری اور انہیں شہید کر دیا۔ اب عَلم سرنِگوں ہوا تو حضرت زیدؓ بن حارثہ نے عَلم اُٹھالیا، بہت اچھی جنگ کی اور جامِ شہادت پیا۔ ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے عَلم سنبھالا اور جہاد کر کے شہید ہوئے۔ مزید تفصیلات کے لیئے ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات کی فصل میں جنگِ موتہ کی طرف اشارہ کر آئے ہیں وہاں رجوع کریں۔

حضرت جعفرؓ کی فضیلت میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں، میں اور جعفرؓ ایک درخت سے خلق ہوئے

المسار
almasar
Travel & Tourism Co.
ASHURA & ARBAEEN
GROUP 2021
SAFEER E WILA O AZA
MIR HASAN MIR
MAULANA
KUMAIL MEHDAVI
MAULANA
M. IRFAN AVD
NOHA KHUWAN
AMANAT ALI KHAN (SONU)
GHULAM ABBAS KHAN (MONU)
SHAIR E AHLEBAIT
USTAAD HASNAIN AKBAR
NOHA KHUWAN
MUZZAMIL RIZVI
NOHA KHUWAN
HASNAIN ABBAS
NOHA KHUWAN
S. WAJHI HASAN
PARCHAM KUSHAI
Departure: 8th August,2021
Duration: 15 Days
ASHURA GROUP
Departure: 11th August,2021
Duration: 12 Days
ARBAEEN GROUP
Departure: 18th September,2021
Duration: 14 Days
REGISTRATION OPEN
LIMITED SEATS ONLY
EXCLUSIVE MEDIA PARTNER
Pak Cable Network
FOR REGISTRATION & PACKAGE DETAILS CONTACT BELOW GIVEN NUMBERS
QASIM BADAMI
+92 313 8855110
MOHSIN BADAMI
+92 300 2887288
ALI BADAMI
+92 334 5751999
ABDULLAH BADAMI
+92 300 9219369
C - 432, 1 Floor, Above Photolight Studio, Allama Iqbal Road, Block 2, P.E.C.H.S, Karachi.
021-34550786
almasartravels

Prince Poppy Kitchen

WE MAKE YOUR EVENTS MEMORABLE
WITH OUR UNIQUE FLAVOURS

CUTOMIZED MENU FOR YOUR EVENTS
Yummilicios food coming directly from our cooking experts it will surely make you ask for more..

M.ABBAS BHOJANI 0311-3911052
SHARAFAT HUSSAIN BHOJANI 0300-3004710
FACEBOOK PRINCECATERERS21

KASHAF FOOD CENTRE · DIET ANOTHER DAY

KASHAF FOOD CENTER

SPECIAL OFFER

"Delivering you the best Fast Food & Bar B Q in town"

For Home Delivery 0336-1121121

Fast Food & Bar B Q Timings: 4:00 pm to 3:00 am

Address: Shop #2, Near Yazdani Bakery, Soldier Bazar#2, Karachi.

ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن جعفرؓ سے فرمایا: تم خِلقت اور خُلق (اخلاق) میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔[1]

ابن بابویہ نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں جعفرؓ بن ابی طالب علیہ السلام کی چار صِفَتوں کی قدر کرتا ہوں اور انہیں پسند کرتا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفرؓ کو بلایا اور ان سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا تو جعفرؓ نے عرض کی کہ اگر خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر نہ دی ہوتی تو میں ان باتوں کو ظاہر نہ کرتا۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ شراب عقل کو زائل کردیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، جھوٹ بولنا جوانمردی اور مروّت کے لیے نقصاندہ ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں نے کبھی کسی عورت سے زنا نہیں کیا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے کسی کے حرم سے زنا کیا تو کوئی شخص میرے حرم سے زنا کرے گا۔ چوتھی یہ کہ میں نے کبھی کسی بت کی پرستش نہیں کی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب یہ سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

حَقٌّ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَ لَكَ جَنَاحَيْنِ تَطِيرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ۔[2]

ترجمہ: تم اس لائق ہو کہ خدا تمہیں دو پَر عطا کرے کہ جن سے تم ملائکہ کے ساتھ پرواز کرو۔

حدیث امام زین العابدین علیہ السلام میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی دن جنگ اُحد والے دن سے زیادہ سخت نہیں تھا کیونکہ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جناب حمزہ علیہ السلام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر شہید ہوئے تھے اور اُحد کے بعد موتہ کا دن تھا جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ السلام شہید ہوئے۔[3]

۱۔ شرح الأخبار فی فضائل الائمۃ الأطہار علیہم السلام؛ ج ۳؛ ص ۵۴۸

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۳۹۷، ح ۵۸۴۷

۳۔ الأمالی (للصدوق)؛ النص؛ ص ۴۶۲

جنگ ذات السلاسل کا تذکرہ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یابس کے رہنے والے بارہ ہزار سوار جمع ہوئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کو قتل کریں گے۔

جبرائیل امین علیہ السلام نے یہ خبر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے یہ حکم دیا کہ ابو بکر کو چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لیے بھیجیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار ہزار سوار کے ساتھ ابو بکر کو ان سے لڑنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کر کے ان کے مردوں کو قتل کرنا اور عورتوں کو قیدی بنانا۔ یہ حکم پا کر ابو بکر روانہ ہوئے اور لشکر کو آہستہ آہستہ لے چلے۔ یہاں تک کہ وادی یابس میں پہنچ گئے اور انہوں نے دشمن کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ اسی اثناء میں لشکرِ کفار کے دو سو افراد ہتھیار لگائے ہوئے ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے: قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر رشتہ داری مانع نہ ہو تو تجھے تیرے ساتھیوں سمیت اس طرح قتل کرتے کہ دیر تک یہ بات یادگار رہتی۔ بہتر ہے کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ اور عافیت جانو کیونکہ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے بھائی علی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ پس ابو بکر نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ واپس لوٹ جائے۔ وہ لشکر لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میرے حکم کی مخالفت کی ہے جو کچھ میں نے تجھ سے کہا تھا اس پر عمل نہ کیا خدا کی قسم! تو میرا نافرمان ہوا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر کو ابو بکر کی جگہ مقرر کیا اور اس لشکر کے ساتھ وادی یابس کے لیے روانہ کیا۔ اس نے بھی وہی کیا جو ابو بکر نے کیا تھا۔

بعض روایات میں ہے کہ عمرو ابن عاص کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرِ لشکر بنا کر بھیجا اور وہ بھی ناکام لوٹ آیا۔ اس کے بعد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور انہیں وہی حکم دیا جو ابو بکر و عمر کو اس سے قبل دیا تھا اور آپ علیہ السلام کو بتایا کہ آپ علیہ السلام فتح حاصل کریں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام مہاجرین وانصار کا لشکر ساتھ لے کر اس علاقہ کی طرف گئے اور ابو بکر و عمر کی رفتار کے برعکس تیزی کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے لشکرِ کفار اور یہ ایک دوسرے کو

دیکھ سکتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے لشکر کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں لشکرِ کفار میں سے دو سو افراد مسلح ہو کر آئے اور حضرت علیہ السلام سے کہنے لگے: آپ علیہ السلام کون ہیں؟ فرمایا: میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا زاد بھائی ہوں۔ تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تا کہ تم مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ علیہ السلام ہی کی تلاش میں تھے۔ اب آپ علیہ السلام جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہم آپ علیہ السلام کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ ہماری اور آپ علیہ السلام کی وعدہ گاہ کل صبح کا وقت ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: تم پروائے ہو تم ہمیں اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتے ہو، میں خدا، ملائکہ اور مسلمانوں کی مدد کا خواہاں ہوں۔ جب رات ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: گھوڑوں کی دیکھ بھال کرو۔ انہیں جَو کھلاؤ اور زین کس کر تیار رکھو۔ جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اوّلِ وقت نمازِ صبح ادا کی اور ابھی سپیدہ سحری نمایاں بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ علیہ السلام نے ان پر چڑھائی کا حکم دے دیا اور ابھی آپ علیہ السلام کے لشکر کا آخری حصہ میدان جنگ میں پہنچا بھی نہیں تھا کہ کفار کے جنگی جواں ختم ہو گئے اور عورتوں اور بچوں کو اسیر کر لیا گیا۔ اور لشکر ان کا مال و اسباب لے کر واپس لوٹ آیا۔ پروردگار عالم نے سورہ العادیات اس واقعہ کے متعلق نازل فرمائی:

ترجمہ: قسم ہے ان دوڑنے والے گھوڑوں کی جو دوڑتے وقت سانس لیتے ہیں۔ دوڑتے وقت جن کے سم پتھروں سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔ قسم ان کی جو صبح کے وقت حملے کر رہے تھے۔ پس اس قبیلے کے قریب غبار اڑاتے تھے اور کافروں کے ایک گروہ کو انہوں نے وہاں گھیرے میں لے لیا تھا۔ بے شک انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گزار ہے اور کنجوسی اور کفرانِ نعمت پر اپنا خود گواہ ہے اور محبت و زندگانی میں سخت ہے۔ کیا انسان نہیں جانتا کہ جس دن قبروں سے مردے نکالے جائیں گے اور دلوں کے راز آشکار کئے جائیں گے؟ بے شک ان کا پروردگار اس روز ان کے افعال سے باخبر ہو گا۔ [1]

۱۔ سورہ والعادیات، آیات ۱-۱۱۔

علی ابن ابراہیم قمی کہتے ہیں کہ وہاں کی زمین میں پتھر زیادہ تھے اور جب گھوڑوں کے سم ان پتھروں پر پڑتے تھے تو ان سے چنگاریاں نکلتی تھیں۔ ۱

روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس کپڑے کی ایک پٹی تھی ۔ جب آپ علیہ السلام کسی شدید جنگ پر تشریف لے جاتے تو اس کو باندھ لیتے تھے۔ جب اِس جنگ کے لیے جانے لگے تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے اور وہ پٹی مانگی۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے کہا کہ میرے بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کو کہاں بھیج رہے ہیں؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: وادی الرمل کی طرف۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام اس خطرناک سفر کی خبر سن کر رونے لگیں اسی اثناء میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور جناب فاطمہ علیہا السلام سے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ کیا تمہیں ڈر ہے کہ کہیں تمہارے شوہر شہید نہ ہو جائیں۔ ان شاء اللہ وہ شہید نہیں ہوں گے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نہیں چاہتے کہ میں شہید ہو کر جنت میں جاؤں؟ یہ عرض کر کے جناب امیر علیہ السلام روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ ان کی مشایعت کے لیے مسجد احزاب تک تشریف لے گئے اور جناب امیر علیہ السلام جب واپس آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے استقبال کے لیے صحابہ کے ہمراہ باہر تک تشریف لے گئے اور صحابہ راستے کے دونوں طرف صف بستہ کھڑے ہوگئے اور جب شاہِ ولایت علیہ السلام کی نظر خورشید سپہر رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو گھوڑے سے اتر گئے اور تیزی سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو چوما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! سوار ہو جاؤ کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے راضی ہیں۔ امیرالمومنین علی علیہ السلام کے فرطِ مسرت سے آنسو نکل آئے اور وہ اسی طرح اپنے گھر میں آگئے اور مسلمان اپنا اپنا مالِ غنیمت لے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے لوگوں سے سوال کیا کہ تم نے امیر لشکر کو کیسا پایا؟ کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی لیکن ایک عجیب بات دیکھی کہ جس نماز میں بھی ہم

۱۔ تفسیر قمی، ج ۲، ص ۴۳۴ سے ۴۳۹ تک خلاصتاً

نے ان کی اقتداء کی ہے اس میں انہوں نے سورہ 'قل ھو اللہ احد' کی تلاوت کی ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپ علیہ السلام نے اپنی واجب نمازوں میں سوائے قل ھو اللہ کے اور کوئی سورہ کیوں نہ پڑھی؟ آپ علیہ السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورہ کو زیادہ پسند کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا بھی تم کو اسی طرح دوست رکھتا ہے جس طرح تم اس سورت کو دوست رکھتے ہو۔

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: یا علی علیہ السلام! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت کا ایک گروہ آپ علیہ السلام کے متعلق وہی کچھ کہے گا جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں تو میں آج آپ علیہ السلام کی شان میں کچھ ایسی باتیں کہتا جس کو سن لینے کے بعد جس گروہ کے پاس سے بھی آپ علیہ السلام گزرتے تو وہ گروہ آپ علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے کی مٹی برکت کے طور پر اٹھا لیتا۔[۱]

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس جنگ کو ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جب دشمن پر فتح کی تو ان کے اکثر مردوں کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا اور جو مرد باقی تھے ان کو رسیوں اور زنجیروں سے باندھ دیا۔ اس لیے اسے ذات السلاسل کہتے ہیں۔ جہاں یہ جنگ ہوئی تھی وہ مقام مدینہ سے پانچ منزل پر واقع ہے۔

فتح مکہ:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی، اس کی شرائط میں یہ بات داخل تھی کہ دونوں طرف کے پڑوسیوں اور ہم خیال لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ قبیلہ بنی بکر اور کنانہ، قریش کے حلیف تھے اور بنی خزاعہ، اصحابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم خیال اور حلیف تھے۔ بنی بکر اور خزاعہ کے درمیان بڑی سخت دشمنی تھی۔ ایک دن بنی بکر کا ایک شاعر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو

۱۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ج ۱، ص: ۱۱۵-۱۱۷

(توہین) میں اشعار پڑھ رہا تھا، بنی خزاعہ کے ایک غلام نے سن لیا۔ اس نے اُسے منع کیا لیکن وہ نہ مانا۔ اس غلام نے اس کی زبردست پٹائی کر دی۔ بنی بکر اپنے شاعر کی مدد کے لیے بنی خزاعہ سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوگئے اور قریش سے مدد چاہی۔ کفّارِ قریش نے پیغمبر ﷺ سے جو معاہدہ کیا تھا، وہ توڑ دیا اور بنی بکر کی مدد کی، انہیں اسلحہ وغیرہ دیا اور ایک گروہ ان کے ہمراہ ہو گیا اور بنی خزاعہ پر شب خون مارا۔ اس لڑائی میں بنی خزاعہ کے بیس آدمی قتل ہوگئے۔ یہ خبر جب پیغمبر اسلام ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ میں بنی خزاعہ کی ضرور مدد کروں گا۔

پس آپ ﷺ نے لشکر جمع کرنے کے لیے کسی فرد کو قبائل عرب کی طرف بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے، وہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مسلح ہو کر مدینہ پہنچ جائے اور جو لوگ مدینے میں تھے انہیں جنگ کی تیاری کا حکم دیا گیا اور راستوں میں نگہبان مقرر کر دیئے تا کہ یہ خبر مکّہ نہ پہنچے۔

حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو خط لکھا اور انہیں پیغمبرِ خدا ﷺ کے ارادہ کی اطلاع دی اور وہ خط سارہ نامی ایک عورت کو دیا، کہ وہ قریش تک پہنچا دے۔ سارہ نے وہ خط اپنے گیسوؤں میں چھپا لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے یہ خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے امیر المومنین علیہ السلام کو کچھ آدمیوں کے ساتھ اس عورت کے تعاقب میں روانہ کیا تا کہ اس سے یہ خط لے کر آجائیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ہر چند اس عورت سے خط طلب کیا مگر اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں ہے۔ امام علی علیہ السلام نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: خط نکال! ورنہ میں تجھے قتل کرتا ہوں۔ جب سارہ نے یہ دیکھا تو اس نے خط نکال کر حضرت علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور آپ علیہ السلام وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان کے حوالے کیا۔ رسول خدا ﷺ نے حاطب سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ قریش پر احسان کروں تا کہ وہ اس کی وجہ سے میرے اہل و عیال کی حمایت کریں۔

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ...... ۱

ترجمہ: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

بہر حال دوسری یا دسویں ماہ رمضان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ روانہ ہوئے، ابن عباس کہتے ہیں کہ منزل عسفان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا پیالہ نوش فرمایا تا کہ لوگ نہ روئیں اور اس کے بعد ورودِ مکہ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا۔ جابر کہتے ہیں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی پیا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ بعض لوگ روزے سے ہیں، اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: أُولئِكَ عُصَاة وہ نافرمان اور گنہگار ہیں۔ اسی اثناء میں یہ اتفاق ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس اپنے اہل وعیال سمیت مکہ سے ہجرت کر کے بیوت سقیا یا مقام ذوالحلیفہ میں مدینہ کی طرف آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: تمہاری ہجرت آخری ہجرت ہے، جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق عباس نے اپنے اہل و عیال کو مدینہ بھیج دیا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ طے کرتے ہوئے مکّہ سے چار فرسخ دور تک آئے اور منزل مرّ الظہران میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزولِ اجلال فرمایا۔

عباس ابن عبد المطلب علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ لشکر مکّہ میں پہنچ گیا تو قریش میں سے ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچے گا، لہٰذا انہوں نے چاہا کہ مقامِ اَراک تک جاؤں، شاید کوئی آدمی مل جائے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خچر پر سوار ہو کر وہ اراک پہنچے۔

وہاں انہوں نے دفعتاً ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ کی آواز سنی جو ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ عباس نے ابوسفیان کو آواز دی۔ ابوسفیان نے عباس کو پہچان لیا اور کہا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں کیا بات ہے؟ عباس نے کہا: تجھ پر وائے ہو وہ دیکھ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار جنگی جوانوں کے ہمراہ

۱۔ سورۂ ممتحنہ، آیت ۱

آپہنچے۔ ابوسفیان نے کہا: تواب ہم کیا کریں؟ عباس کہنے لگے: تُو میرے پیچھے خچر پر سوار ہوجا! تاکہ تجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے جاکر تیرے لیے امان طلب کروں اور ابوسفیان تجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آج رات عمر ابن خطاب طلایہ پھر رہا ہے اگر اس نے تجھے دیکھ لیا تو وہ تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ عمر اور ابوسفیان زمانۂ جاہلیت سے آپس میں دشمن تھے۔ کہتے ہیں کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے قریش کے جوانوں سے تعلقات استوار کر رکھے تھے۔ ان جوانوں میں سے ایک عمر بھی تھا اسی وجہ سے ابوسفیان رقابت کی بنا پر عمر سے بُغض رکھتا تھا۔ المختصر ابوسفیان عباس کے پیچھے خچر پر سوار ہوگیا۔ عباس نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ جب عمر ابن خطاب کے خیمے سے گزرا تو عمر نے ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس دشمنِ خدا کے لیے نہ امان ہے، نہ اس میں ایمان ہے، اجازت دیجئے کہ میں اس کا سَر تن سے جدا کر دوں؟ حضرت عباس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسے امان دے رکھی ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان! ایمان لے آتا کہ تجھے امان مل جائے۔ وہ کہنے لگا کہ لات و عزیٰ کا کیا کریں۔ عمر نے اس کے جواب میں اس سے کہا کہ ان پر پاخانہ کر دے۔ ابوسفیان نے کہا: اُف تُو کتنا بدگو ہے۔ تجھے میری اور میرے چچازاد کی باتوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ عمر نے کہا: اگر تو اس خیمے سے باہر ہوتا تو میں تیرے ساتھ اس قسم کی گفتگو نہ کرتا۔ رسول خدا ﷺ نے دونوں کو سخت کلامی سے روکا اور حضرت عباس سے کہا: ابوسفیان کو آج رات اپنے خیمے میں رکھو، صبح میرے پاس لے آنا۔ ابوسفیان نے وہ رات حضرت عباس کے خیمے میں بسر کی۔ صبح کو حضرت بلال کی اذان کی آواز سنی تو پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ حضرت عباس نے کہا کہ یہ رسول خدا ﷺ کا موذن ہے۔ پس ابوسفیان نے دیکھا کہ رسول خدا ﷺ وضو کر رہے ہیں اور لوگ آپ ﷺ کے دست مبارک سے ایک قطرہ پانی بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور ایک دوسرے سے چھینتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے، وہ کہنے لگا: خدا کی قسم! میں نے جیسا قیصر و کسریٰ کو آج دیکھا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ بہرحال نماز کے بعد وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور جان کے خوف سے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیے۔ حضرت

عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابوسفیان فخر پسند آدمی ہے۔ اسے قریش کے کسی مکان و منزلت کے ساتھ مخصوص کر دیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو اپنے جسم سے ہتھیار اتار دے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے یا وہ شخص جو مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امان ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو ایک تنگ گزر گاہ پر کھڑا کر دو تاکہ خدا کا لشکر وہاں سے گزرے اور یہ دیکھے، پس ابوسفیان کو ایک تنگ گزر گاہ پر کھڑا کیا گیا اور لشکر فوج در فوج اس کے سامنے سے گزرنے لگا۔ جب لشکر کے باقی طبقے اور فوجیں گزر چکیں تو وہ دستہ جس کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، اس کو نظر آیا۔ اس دستہ میں مہاجرین و انصار کے پانچ ہزار بہادر ملازم ہمرکاب تھے، سب کے سب عمدہ گھوڑوں اور سرخ رنگ کے اونٹوں پر سوار ہندی تلواریں لیے ہوئے اور داؤدی زرہیں زیب تن کیے ہوئے، راستہ طے کر رہے تھے، ابوسفیان کہنے لگا: اے عباس! تیرے بھتیجے کی بادشاہی عظیم ہے۔ حضرت عباس نے کہا: وائے ہو تجھ پر اسے بادشاہی نہ کہو، یہ نبوت و رسالت ہے۔

پس ابوسفیان تیزی سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ قریش نے دیکھا کہ ابوسفیان تیزی سے آ رہا ہے اور انہوں نے دور سے یہ بھی دیکھا کہ غبارِ لشکر نے فضا کو تیرہ و تار کر رکھا ہے اور وہاں ابھی تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ابوسفیان نے چیخ کر کہا: وائے ہو تم پر یہ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے لشکر کے ساتھ آ رہا ہے جو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے گا یا ہتھیار پھینک دے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا یا مسجد الحرام میں داخل ہو جائے گا، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ قریش کہنے لگے: خدا تجھے رسوا کرے یہ کیسی خبر لایا ہے؟ ہندہ نے اس کی ڈاڑھی پکڑلی اور خوب مرمت کی اور چیخ کر بولی کہ اس بیوقوف بوڑھے کو قتل کر دو تاکہ یہ پھر اس قسم کی باتیں نہ کر سکے۔

پس افواج موّاج سیلِ رواں کی طرح مقام ذی طویٰ تک آ پہنچیں، جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویٰ میں گئے تو لشکر نے آپ علیہ السلام کے گرد حلقہ بنا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مسلمانوں کی کثرت اور مکّہ کی فتح

کامشاہدہ کیاتو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ وقت یاد آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تھی، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی پالانِ شتر پر رکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّہ کی طرف رخ کر کے فرمایا تھا:

ترجمہ: خدا جانتا ہے کہ مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے، اگر تیرے مکین مجھے نہ نکالتے تو میں کسی دوسرے شہر کے قیام کو تیرے قیام پر ترجیح نہ دیتا۔ میں تیری جدائی سے نہایت غمگین ہوں۔ ۱

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجون نامی جگہ پر جہاں جناب خدیجہ علیہا السلام کی قبر ہے نزولِ اجلال فرمایا۔ وہ پردہ سرا کہ جو سرخ چمڑے سے بنایا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں غسل فرمایا۔ ہتھیار بدن پر سجا کر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سورہ فتح کی قرأت کرتے ہوئے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کا استیلام اپنے اس ڈنڈے کے وسیلے سے کیا جس کا سرا مڑا ہوا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی، اس کے ساتھ ہی لشکرِ اسلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا، جس سے تمام فضاء گونج اٹھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ سے اتر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت شکنی کا ارادہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عصا سے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں تھا، ان بتوں کی طرف اشارہ کیا جو خانہ کعبہ میں نصب تھے اور کمان کے اشارے سے اُن کی آنکھیں پھوڑتے ہوئے فرمایا:

جاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْباطِلُ إِنَّ الْباطِلَ كانَ زَهُوقاً ۲ وَ مايُبْدِئُ الْباطِلُ وَ مايُعيد ۳

ترجمہ: حق آ گیا باطل چلا گیا اور باطل جانے والا ہی تھا۔

اور نہ باطل کی ابتدا ہے اور نہ وہ پلٹ کر آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے ایک ایک بت زمین پر منہ کے بل گرتا تھا۔ کچھ ایسے بت تھے جو بڑے تھے اور خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے کاندھے پر

۱۔ التفسیر المنسوب إلی الإمام الحسن العسکری علیہ السلام ؛ ص ۵۵۵

۲۔ سورۂ اسراء، آیت ۸۱

۳۔ سورۂ سبا، آیت ۴۹

سوار ہو کر ان بتوں کو زمین پر گرا کر توڑ دو۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ ان سب بتوں کو گرا کر توڑ دیا پھر چھلانگ لگا کر میزابِ کعبہ سے زمین پر تشریف لائے اور زمین پر آتے ہی آپ علیہ السلام مسکرائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسکراہٹ کا سبب پوچھا۔ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُونچی جگہ سے میں کودا ہوں لیکن مجھے چوٹ نہیں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چوٹ کیسے لگتی؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں اُٹھایا تھا اور جبرائیل علیہ السلام تمہیں نے اتارا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانۂ کعبہ کی کنجی لی اور دروازہ کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ انبیاء اور ملائکہ کی جو تصویریں مشرکوں نے خانہ کعبہ کی دیوار پر بنا رکھی ہیں، انہیں مٹا دیا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے دروازے کے دستہ کو پکڑ کر مشہور تہلیلات کہیں۔ پھر اہل مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگوں کا کیا خیال ہے اور اب کیا کہتے ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم اچھی بات کہتے ہیں اور اچھائی ہی کی امید رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے بھائی ہیں اور اچھے بھائی کے بیٹے ہیں۔ خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلط عطا فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ان کی اس بات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رِقّت طاری ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے، جب اہلِ مکّہ نے یہ دیکھا تو چیخ چیخ کر رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں وہ بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔[1]

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے کہا: آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تم سب کی مغفرت فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جرم کو معاف کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا لَبِئْسَ جِيرَانُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لَقَدْ كَذَّبْتُمْ وَطَرَدْتُمْ وَأَخْرَجْتُمْ وَفَلَلْتُمْ ثُمَّ مَا رَضِيتُمْ حَتَّى جِئْتُمُونِي فِي بِلَادِي تُقَاتِلُونِي فَاذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔[2]

۱۔ سورۂ یوسف، آیت ۹۲

۲۔إعلام الوری بأعلام الهدی (ط - القديمة)؛ النص؛ ص ۱۱۲

ترجمہ: تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بُری قوم تھے۔ تم نے اس کی تکذیب کی، اس کو جھٹلایا اُسے اپنے سے دور کیا اور مکّہ سے نکال دیا اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور اس پر بھی بس نہیں کیا یہاں تک کہ مدینہ پہنچے اور مجھ سے جنگ کی۔ جاؤ ان سب باتوں کے باوجود میں تمہیں معاف کرتا ہوں، چھوڑتا ہوں اور آزاد کرتا ہوں جہاں چاہو جا سکتے ہو۔

دریں اثناء ظہر کی نماز کا وقت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہو۔ کچھ مشرکوں نے مسجد الحرام میں اور کچھ نے قریبی پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر جب یہ آواز سنی تو قریش کے ایک گروہ نے بُری بُری باتیں کہیں۔ ان میں سے عِکرمہ بن ابوجہل کہنے لگا: مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ریاح کا بیٹا چھت پر چڑھ کر گدھے کی طرح چیخے۔ خالد بن اُسید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے میرا باپ زندہ نہیں رہا کہ وہ بھی یہ آواز سنتا۔ ابوسفیان کہنے لگا کہ میں بات نہیں کرتا کیونکہ یہ دیواریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری باتیں بتادیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو بلایا اور ہر ایک کی کہی ہوئی بات اس سے کہی۔ بعض نے اسلام قبول کیا۔ قریش میں سے مرد آئے اور بیعت کرنے لگے۔ ان میں ابو قحافہ بھی تھا جو اس وقت بوڑھا اور اندھا تھا۔ وہ بھی مسلمان ہوا۔ اس دوران میں سورہ إِذا جاءَ نَصۡرُ اللهِ وَ الۡفَتۡح نازل ہوئی۔ اس کے بعد عورتوں کی بیعت کی باری آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کے ایک پیالے میں ہاتھ ڈالا اور عورتوں سے فرمایا کہ جو میری بیعت کرنا چاہے وہ اس پیالے میں ہاتھ ڈالے کیونکہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ ایک قول کی بناء پر جناب خدیجہ علیہا السلام کی بہن اُمیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور پھر یہ آیت مبارکہ عورتوں کی بیعت کے سلسلے میں نازل ہوئی:

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب مومن عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لئے آئیں اس شرط پر کہ وہ خدا کا کسی کو شریک قرار نہ دیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر کوئی بہتان نہ باندھیں گی اور افترا پردازی نہیں کریں گی۔ دوسرے شخص کو اپنے شوہر کی اولاد نہ بنائیں

گی اور اس کام میں اطاعت کریں گی جس کا آپ علیہ السلام حکم دیں تو اس صورت میں آپ علیہ السلام ان سے بیعت لیں اور ان کے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کریں بے شک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔[1]

غزوہ حُنَین کا تذکرہ:

فتح مکہ کے بعد عرب کے اکثر قبائل تو فرمانبردار ہو گئے اور انہوں نے اسلام اختیار کر لیا لیکن قبیلہ ہوازن و ثقیف جو بہادر افراد پر مشتمل تھا، اس نے تکبر سے کام لیا اور انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کریں گے پس مالک بن عوف نصری جو قبیلہ ہوازن کا قائد تھا، لشکر تیار کرنے لگا اور قبائل کو عورتوں اور مویشیوں کے ساتھ لے چلا۔ ان کے ساتھ چار ہزار جنگجو جوان تھے۔ اس نے ایک شخص کو قبیلہ بنی سعد کے پاس بھیجا اور ان سے بھی مدد چاہی۔ وہ کہنے لگے: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رضیع (دودھ پینے والا رشتہ دار) ہیں۔ ہم میں پلے بڑھے ہیں۔ ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ مالک نے مسلسل پیغام بھیجے اور ان میں سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور اپنے ساتھ لے کر چلا۔ بہر حال دور و نزدیک سے اس نے اتنا لشکر جمع کیا کہ تیس ہزار آدمیوں کی فوج تیار ہو گئی۔ اس نے وادی حُنین میں پڑاؤ ڈالا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تیاری کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتاب بن اُسید کو مکہ کی حکومت پر مامور کیا اور حضرت معاذ بن جبل کو مکہ کے لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے مقرر کیا اور دو ہزار اہل مکہ اور دس ہزار کا وہ لشکر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، مجموعی طور پر بارہ ہزار افراد کے ساتھ اور ایک قول کی بناء پر سولہ ہزار جنگی جوانوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے باہر خیمہ نصب کیا۔ ایک سو (۱۰۰) زِرہیں اور بعض دوسرے آلاتِ حرب و ضرب صفوان بن اُمیہ سے مانگ کر لیے اور حُنین کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک روایت ہے کہ ابو بکر نے اس دن کہا کہ کیا خوب لشکر جمع ہو گیا ہے، اب ہم مغلوب نہیں ہوں گے۔ اس کی نظر لشکر کو لگ گئی۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

۱۔ سورۂ ممتحنہ، آیت ۱۲

ترجمہ: بے شک خدا نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد کی اور حُنین کے دن بھی جب کہ تمہاری کثرت نے تمہیں متکبر بنا دیا تھا پس وہ کثرت تمہیں کسی چیز سے بے نیاز نہ کر سکی اور زمین اپنی پوری وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹ پھیر کر بھاگ نکلے۔[1]

مالک بن عوف نے حکم دیا تھا کہ اس کے لشکر میں سے ایک گروہ مسلمانوں کے راستے میں چھپ کر بیٹھے اور جب محمد ﷺ کا لشکر آجائے تو اچانک حملہ کر دے۔ جب صبح ہوئی تو پیغمبر ﷺ نے بڑا علم امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد کیا اور باقی عَلم لشکر کے دوسرے قائدین کے حوالے کیے اور وادیِ حُنین کی نشیبی جانب سے آپ ﷺ داخل ہوئے۔ سب سے پہلے خالد بن ولید ایک گروہ کے ساتھ کہ جن کے پاس جنگ کے ہتھیار نہیں تھے، اس علاقہ میں داخل ہوا جب کہ ایک تنگ مقام آیا تو وہ سارے کے سارے یکدم نہ گزر سکے اور مجبوراً متفرق ہو کر مختلف راستوں سے گزرنے لگے۔ قبیلہ ہوازن نے کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا اور مسلمانوں پر تیر برسانے لگے۔ سب سے پہلے قبیلہ بنی سُلیم یعنی جو خالد بن ولید کا دستہ تھا، وہ بھاگ کھڑا ہوا، ان کے پیچھے کفار قریش جو تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے، وہ بھاگے اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اصحاب پیغمبر ﷺ بالکل کم رہ گئے اور انہیں یہ محسوس ہوا کہ ہم یہ جنگ نہیں لڑ سکیں گے لہٰذا وہ بھی بھاگنے لگے اس جنگ میں حضرت ﷺ سفید رنگ کے خچر یا دُلدل پر سوار تھے، بھاگنے والوں کو پیچھے سے آواز دیتے تھے: اے لوگو! کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

خلاصہ یہ کہ تمام صحابہ بھاگ گئے، سوائے دس افراد کے جن میں سے نو(۹) بنی ہاشم تھے۔ اور دسواں شخص ایمن، اُمّ ایمن کا بیٹا تھا۔ اُسے مالک نے قتل کر دیا۔ باقی بنی ہاشم کے نو(۹) افراد وہیں رہ گئے۔ حضرت عباس ابن عبد المطلب، حضرت ﷺ کے دائیں طرف، فضل ابن عباس بائیں طرف، ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور علی علیہ السلام سامنے کی جانب شمشیر زنی کر رہے تھے اور دشمن کو دور ہٹا رہے تھے اور نوفل بن حارث، ربیعہ بن حارث، عبد اللہ بن زبیر ابن عبد المطلب

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۲۵

اور ابو لہب کے دو بیٹے عُتبہ اور مُعتِب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں طرف تھے اور باقی سب صحابہ بھاگ گئے تھے، پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خچر کو آگے بڑھایا اور کفار پر حملہ آور ہوئے اور سخت جنگ کی اور فرمایا:

أَنَا النَّبِیُ لَا کَذِبَ أَنَا بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

ترجمہ: میں اللہ کا نبی ہوں جس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

سوائے اس جنگ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی جنگ میں تیغ زنی نہیں کی۔

فضل بن عباس سے روایت ہے:

ترجمہ: امیر المومنین علیہ السلام نے اس دن چالیس دلیروں کو زمین پر دے پٹخا اور ہر ایک کے برابر کے دو ٹکڑے کیے۔ یہاں تک کہ ان کے آلہ تناسل اور ناک بھی برابر کے دو حصوں میں تقسیم ہوئی، آدھا جسم کے آدھے حصے کے ساتھ اور آدھا دوسرے حصے کے ساتھ۔ فضل کہتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام کی ضربت ہمیشہ طاق ہوتی تھی یعنی پہلے ہی وار میں دو نیم کر دیا کرتے تھے اور دوسری ضربت کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔ [۱]

بنی ہوازن کے ایک شخص نے جس کا نام ابو جَرْوَل تھا، ایک بلند نیزے پر سیاہ عَلم باندھ رکھا تھا، وہ کفار کے لشکر کے آگے آگے ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا، جب وہ کسی مسلمان پر غلبہ حاصل کرتا تو قتل کرتا پھر عَلم کو بلند کرتا تھا اور کفار اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھتے، وہ یہ رجز پڑھ کر آگے بڑھتا تھا:

ترجمہ: میں ابو جَرْوَل ہوں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ یا ہم انہیں لوٹیں گے یا خود لُٹ جائیں گے

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس کا راستہ روکا۔ پہلے اس کے اُونٹ کو جو اصحابِ جمل کے اونٹ کی مانند تھا، ضَرب لگا کر زمین پر گرایا۔ پھر ابو جرول پر ایسا وار کیا کہ اس کے برابر کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔ الامالی (للطوسی)، ص ۵۷۵.

ترجمہ: قوم پہلے ہی دن سے جانتی ہے کہ میں جنگ کے وقت مخلص ہوں۔

ابوجرول کے قتل کے بعد مشرکین میں مقابلے کی طاقت باقی نہ رہی۔ ادھر حضرت عباس نے جو بلند آواز آدمی تھے، اصحاب کو پکارا: اے گروہ انصار! اے بیعت الشجرہ والو! اے سورہ بقرہ والو! دریں اثنا مسلمان پلٹ آئے اور انہوں نے کفار کا پیچھا کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں پر ایک مٹھی بھر خاک ڈالی اور فرمایا: بُرے ہوں ان کے چہرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: خدایا تُو نے اوّلِ قریش کو تکلیف میں مبتلا کیا پس ان کے آخر کو بخشش وعطا سے نواز دے۔[۱]

روایت ہے کہ پانچ ہزار فرشتے اس جنگ میں شریک ہوئے۔ مالک بن عوف ہوازن و ثقیف کے ایک گروہ کے ساتھ طائف کی طرف بھاگ گیا۔ کچھ لوگ مقامِ اوطاس کی طرف نکل گئے اور کچھ لوگ بطنِ نخلہ کی طرف بھاگ گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان نے جس کافر کو قتل کیا ہے، اس کے ہتھیار اور لباس کا وہ مالک ہے۔ کہتے ہیں اس جنگ میں حضرت ابوطلحہ نے بیس آدمیوں کو قتل کیا تھا، انہوں نے ان سب کا سامان لے لیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے صرف چار آدمی شہید ہوئے۔

جب جنگ حنین ختم ہوئی تو ڈیڑھ ہزار بہادر ایک قائد کے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کے پیچھے گئے اور انہوں نے جسے پایا قتل کیا۔ تین روز تک یہی حالت رہی، یہاں تک کہ ان کی عورتیں اور اموال جمع ہوگئے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو مالِ غنیمت جنگ حنین میں اکٹھا ہوا ہے، اسے مقام جعرانہ میں تقسیم ہونے سے پہلے بحفاظت رکھا جائے۔ اس مال میں چھ ہزار قیدی تھے۔ چار ہزار اونٹ، چالیس ہزار اوقیہ چاندی (اوقیہ سات مثقال کا ہوتا ہے) اور چالیس ہزار سے زیادہ گوسفند تھے۔ ان قیدیوں میں حضرت حلیمہ کی بیٹی شَیماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن بھی تھیں، جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر مہربان ہوئے اپنی عبا بچھا کر اسے بٹھایا اور دیر تک اس سے باتیں

۱۔ الأصول الستۃ عشر (ط - دار الحدیث)؛ ص ۱۵۸

MASKAN
ASSOCIATES

Office No. 1, Zahra Residency, JM 277,
near Mehfil-e-Shah-e-Khurasan,
Britto Road, Karachi

021-32221116 & 32221117
0323-3001212 & 0321-2993624
khurasan.garden@gmail.com

OUR IN-PROGRESS PROJECTS

KHURASAN GARDEN
M9, KHI-HYD Motorway

KHURASAN PRIDE
JM-178, Opp: Khurasan, Soldier Bazar

ZAHRA BLESSINGS
JM-83, Near Hussaini Blood Bank,
Soldier Bazar

KHURASAN HEIGHTS
Plot # 10, Scheme 33, Gulistan Society

KHADIJA RESIDENCY
JM-299, Near Khurasan, M.A. Jinnah Road

OUR COMPLETED PROJECTS

KHURASAN VIEW
JM-294, Near Khurasan, Soldier Bazar

KHURASAN HOMES
JM-274, Near Khurasan, Soldier Bazar

ZAHRA RESIDENCY
JM-277, Britto Road, Soldier Bazar

JINNAH COTTAGES
JM-231, M.A. Jinnah Road

IT'S FAMOUS
BECAUSE IT'S GOOD
MFC
MEHBOOB FOOD CENTRE
CATERING & KITCHEN SERVICES
BEST BEEF PLAOW IN TOWN
OUR SERVICES
CATERING
RESTAURANT
SNACKS
Catering Arrangements for
Wedding & other Occasions
بیف پلاؤ ۔ چکن پلاؤ ۔ چکن بریانی ۔ وائٹ بریانی ۔ دال چاول ۔حلیم
چکن قورمہ ۔ چکن کڑاہی ۔ چکن وائٹ روسٹ ۔ آلو قیمہ
رول ۔سموسہ ۔شامی کباب ۔نرگسی کباب ۔چکن اسٹک ۔چکن وون ٹون
کٹلٹس ۔ چکن منٹ رول
تندور کی دودھ والی روٹی، شیرمال، تافتان وغیرہ ہمہ وقت دستیاب ہیں۔
Home & Office
DELIVERY
021-32239834, 021-32250409, 0300-9217766, 0333-3897493
G-1, Mannan Manzil, Opp. Taj Petrol Pump, Soldier Bazar No. 2, Karachi.
sales.mfc@gmail.com | feedback.mfc@gmail.com

کرتے رہے اور حالات پوچھتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یہ اختیار دیا کہ چاہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہے، چاہے تو اپنے گھر چلی جائے، شَیْمَاء نے واپس جانا چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے ایک غلام اور ایک روایت کے مطابق ایک کنیز دو اونٹ اور کچھ گوسفند عطا کیے اور مقامِ جِعْرَانہ میں جب مال غنیمت تقسیم ہونے لگا تو اس نے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں سفارش کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنا حصہ اور عبد المطلب کی اولاد کا حصہ تمہیں بخشتا ہوں۔ باقی رہا مسلمانوں کا حصہ تو تم خود میرا واسطہ دے کر ان سے سفارش کرو، ممکن ہے وہ تمہیں بخش دیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو حلیمہ کی بیٹی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور مسلمانوں سے التجا کی۔ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لحاظ کرتے ہوئے ہوازن کے قیدی بخش دیئے، سوائے اَقْرَع بن حابش اور عُیَیْنَہ بن حِصن کے، کہ ان دونوں نے بخشنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے حصہ کے لیے قیدیوں میں قرعہ ڈالا جائے اور عرض کیا: خدایا ان کے حصہ کو پست قرار دے پس ایک کے حصہ میں بنی عقیل کا ایک غلام اور دوسرے کے حصہ میں بنی نمیر کا غلام آیا، جب ان دونوں نے یہ دیکھا تو اپنا حصہ بخش دیا۔

روایت ہے کہ جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادیِ اوطاس میں عورتوں کو تقسیم کیا تو فرمان جاری کیا کہ لوگوں میں منادی کی جائے کہ حاملہ عورتوں سے وضع حمل سے پہلے اور جو حاملہ نہیں ہیں ان سے ایک حیض دیکھنے سے پہلے ہم بستری نہ کریں۔ بہر حال ماہ ذی القعدہ کے ابھی بارہ روز باقی تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جَعْرَانہ سے اِحرام باندھا اور مکّہ تشریف لائے، طواف کیا اور عمرہ بجالائے اور عتاب بن اُسید کو بدستور حکومتِ مکہ پر برقرار رکھا اور اس کے لیے بیت المال سے ہر روز کے لیے ایک درہم مقرر کیا۔ اکثر اوقات عتاب خطبہ پڑھتے ہوئے یہ کہتا تھا: خدایا اس شخص کو بھوکا رکھ جو روزانہ ایک درہم پر قناعت

نہ کر سکے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ ایک درہم دیا تو میں اس پر خوش ہوں اور مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔[1]

سن ۸ ہجری میں زینب بنت رسول اللہ ﷺ (ربیبہ) ابو العاص بن ربیع کی بیوی نے وفات پائی۔ کہتے ہیں اس کے لیے ایک تابوت بنایا گیا اور یہ پہلا تابوت تھا جو اسلام میں بنایا گیا۔ وہ صاحب اولاد بھی تھیں۔ ایک علی نام کا لڑکا تھا جو حدِّ بلوغ کے قریب وفات پا گیا اور ایک لڑکی اَمامہ جو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وفات کے بعد انہی کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین علیہ السلام کی زوجیت میں آئی۔ اسی سال جناب رسول خدا ﷺ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کے حالات آٹھویں فصل میں اولاد رسول ﷺ کے بیان میں درج ہوں گے۔

نویں ہجری کے واقعات

سن ۹ ہجری کی ابتداء میں رسول خدا ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمائے تاکہ وہ مسلمان قبیلوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ بنو تمیم نے زکوٰۃ نہ دی۔ پچاس افراد انہیں کیفرِ کردار کو پہنچانے کے لیے گئے، ان لوگوں پر اچانک حملہ کیا گیا اور گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے قیدی بنا کر مدینہ لائے گئے۔ ان کے پیچھے بنی تمیم کے بزرگ افراد مثلاً عُطارِد بن حاجب بن زُرارہ، زِبرِقان بن بدُر، عمرو بن اَھتَم، اَقرَع بن حابس اپنے خطیب اور شاعر کے ہمراہ مدینہ آئے اور نبی اکرم ﷺ کے حجروں کے دروازوں سے عبور کرتے ہوئے کہنے لگے: اے محمد ﷺ! باہر آؤ۔ انہوں نے حضرت ﷺ کو خوابِ قیلولہ سے بیدار کر دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

---

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج ۴، ص ۱۴۳

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ ١

ترجمہ: جو لوگ حجروں کے پیچھے سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر وہ اس وقت تک صبر کریں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس پہنچ جائیں تو یہ ان کے لیے بہتر بات ہے۔ خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بنو تمیم کہنے لگے ہم اپنا شاعر اور خطیب لے کر آئے ہیں تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فخر و مباہات کی باتیں کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں شعر لے کر مبعوث نہیں ہوا اور نہ فخر و مباہات کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اچھا جو کچھ لائے ہو لے آؤ۔ عُطارِد کھڑا ہوا اور اس نے بنی تمیم کی شان میں خطبہ پڑھا پھر زبرقان بن بدر نے کچھ اشعار پڑھے۔ جب بنو تمیم کا خطیب اور شاعر اپنی گفتگو ختم کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ثابت ابن قیس نے جو انصار کا خطیب تھا ان سے زیادہ طویل اور فصیح خطبہ پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسّان کو بلایا اور حکم دیا کہ ان کا جواب دو۔ حضرت حسّان نے ان کے جواب میں قصیدہ کہا (طوالت کی وجہ سے ہم ان اشعار کو نقل نہیں کرتے) اقرع ابن حابس کہنے لگا: خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب سے کامیابی بخشی ہے، اس کا خطیب ہمارے خطیب سے اور اس کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے اسلام کو درست کیا۔ اس کے بعد ان کے قیدی واپس کر دیئے گئے اور ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق عطیہ بھی دیا گیا۔

غزوۂ تبوک:

'تبوک' مقامِ حِجر (جو قومِ ثمود کے رہنے کی جگہ تھی، خدا فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کہ حجر کے رہنے والوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی) اور شام کے درمیان ہے اور تبوک ایک قلعہ کا نام اور چشمہ کا نام بھی ہے جہاں تک مسلمان گئے۔ غزوۂ تبوک کو غزوۂ فاضحہ بھی کہتے ہیں کیونکہ

١۔ سورۂ حجرات، آیت ۴ اور ۵

اس جنگ میں بہت سے منافق رسوا ہوئے تھے اور اس لشکر کو جیش العُسرۃ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس لشکر نے قحط کی وجہ سے بہت زحمت اٹھائی تھی۔ یہ جنگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری جنگ ہے۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ ایک قافلہ شام سے مدینہ میں تجارت کے لیے آیا تھا۔ اس نے مدینہ کے لوگوں کو بتایا کہ سلطانِ روم نے فوج تیار کی ہے اور لخم، جُذام، عاملہ اور غسّان کے قبیلے بھی اس سے مل گئے ہیں اور وہ سب مدینہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں اور لشکر کا ہراول دستہ مقامِ بلقاء پہنچ چکا ہے۔ مجبوراً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ دور و نزدیک کے مسلمان تیاری کریں۔

اہل مدینہ کے چونکہ اس وقت میوے تیار تھے اور باغات پکے ہوئے تھے، ان کے لیے یہ سفر مشکل تھا۔ غلّے کے کاٹنے کا زمانہ تھا، پھر یہ سفر دور کا بھی تھا، ہوا گرم تھی اور دشمن بھی زیادہ تھے، لہٰذا وہ ٹال مٹول سے کام لے رہے تھے۔ اس صورت حال میں یہ آیت نازل ہوئی:

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں چل نکلو تو تم ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ ۱

پس ایک گروہ لشکر کی تیاری کے سلسلے میں صدقے وغیرہ لے کر آیا۔ ابو عقیل انصاری ایک صحابی تھے، انہوں نے کچھ مزدوری کر کے دو صاع کھجوریں مزدوری میں حاصل کی تھیں۔ جس میں سے ایک صاع اپنے اہل و عیال کے لیے رکھیں اور ایک صاع لشکر کے لیے لے کر آیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لے کر صدقات میں داخل کر دیں۔ منافقین نے اس کی کمی کا مذاق اڑایا اور بہت سی باتیں بنائیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

ترجمہ: جو لوگ صدقات میں فراخدلی سے حصّہ لینے والے مومنین اور ان غریبوں پر جن کے پاس ان کی محنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے الزام لگاتے ہیں اور پھر ان کا مذاق اڑاتے ہیں خدا ان کا بھی مذاق بنا دے گا اور اس کے پاس بڑا دردناک عذاب ہے۔ ۲

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۳۸

۲۔ سورہ توبہ، آیت ۷۹

بہت سی مسلمان عورتوں نے اپنے زیور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجے تاکہ لشکر کی تیاری میں کام آئیں۔

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا معاملہ درست کیا اور حکم دیا کہ اپنے ساتھ کافی مقدار میں جوتے لے لو کیونکہ اگر لوگوں کے پاس جوتے ہوئے تو ان کا شمار سواروں میں ہو گا۔ اس طرح تیس ہزار کا لشکر تبوک کے سفر پر روانہ ہوا ان میں ہزار آدمی سوار تھے۔ بیاسی آدمیوں نے بے بضاعتی اور فقر و فاقہ کا بہانہ کیا تاکہ وہ لشکر کے ساتھ نہ جائیں اور کچھ دوسرے عذر بھی پیش کیے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب میں تم سے مستغنی ہو جاؤں گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَجاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذينَ كَذَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ سَيُصيبُ الَّذينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذابٌ أَليم۔[1]

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیہاتی معذرت کرنے والے بھی آگئے کہ انہیں بھی گھر بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے اور وہ بھی بیٹھے رہے جنہوں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غلط بیانی کی تھی تو عنقریب ان میں سے کافروں پر دردناک عذاب نازل ہو گا۔

منافقین کا ایک گروہ تو بغیر کسی عذر کے لشکر کے ہمراہ نہ ہوا۔ اس کے علاوہ منافقین دوسرے لوگوں کو بھی اس سفر سے خوف دلاتے تھے کہ ہوا گرم ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خیال ہے کہ روم سے جنگ کرنا بھی باقی جنگوں کی طرح ہے جبکہ اس لشکر میں سے ایک آدمی بھی بچ کر واپس نہ آئے گا۔ وہ اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلافَ رَسُولِ اللهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجاهِدُوا بِأَمْوالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ في سَبيلِ اللهِ وَقالُوا لا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كانُوا يَفْقَهُون۔[2]

۱۔ سورہ توبہ، آیت ۹۰

۲۔ سورۂ توبہ، آیت ۸۱

ترجمہ: جو لوگ جنگ تبوک میں نہیں گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے رہ جانے پر خوش ہیں اور انہیں اپنے جان ومال سے راہِ خدا میں جہاد ناگوار معلوم ہوتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ گرمی میں نہ نکلو، تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ آتش جہنّم اس سے زیادہ گرم ہے، اگر یہ لوگ کچھ سمجھنے والے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض منافقین کو گھر بیٹھ جانے کی اجازت دے دی تو ارشاد قدرت ہوا:

عَفَا اللهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ تَعْلَمَ الْكاذِبِين.۱

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درگزر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں انہیں پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی بغیر یہ معلوم کئے کہ ان میں کون سچّا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

بہرحال جب منافقین گھر بیٹھے رہنے کی اجازت لے چکے تو انہوں نے یہ سوچا کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر طولانی ہو گیا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں شکست کھائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر لوٹیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلے اور اہل و عیال کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پوشیدہ دِلی راز سے باخبر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر کیا تاکہ وہ منافقین کو ان کے بُرے ارادہ سے باز رکھیں اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت علی علیہ السلام کے لیے ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے، تو منافقین کہنے لگے کہ علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بارِ خاطر تھے جبھی تو انہیں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ بات جب امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ علیہ السلام مدینے سے روانہ ہوئے اور مقامِ جرف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے اور یہ بات ان کو بتائی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.۲

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۴۳

۲۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد؛ ج۱؛ ص۱۵۶

ترجمہ: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت اور منزلت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی ہاں البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے راستے پر گامزن ہوئے اور آپ علیہ السلام نے لشکر کو بھی کوچ کا حکم دیا، کسی سفر میں بھی مسلمانوں نے اتنی تکلیف نہیں اٹھائی تھی کیونکہ دس آدمیوں کے حصہ میں ایک اونٹ سواری کے لیے تھا اور وہ اس پر ہی باری باری سوار ہوتے تھے اور زادِ راہ اس قدر کم تھا کہ دو آدمی ایک کھجور کا دانہ کھاتے تھے۔ ایک اس کھجور کو کچھ دیر چوس کر اپنے ساتھی کو دیتا پھر دوسرا اس کو کھاتا۔ خراب جَو، غیر مرغوب کھجوریں اور فاسد چربی ان کا زادِ راہ تھا اور ہوا کی گرمی کی سختی کی وجہ سے راستوں میں پانی ناپید تھا، حالت یہ تھی کہ سواریوں کی کمی کے باوجود اپنی سواری کے اونٹ نحر کرکے ان کی انتڑیوں کی رطوبتوں کو پانی کی جگہ استعمال کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اس لشکر کو جیش العُسرۃ بھی کہتے ہیں، اس موقع کے لیے خدا فرماتا ہے:

لَقَدْ تابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهاجِرينَ وَ الْأَنْصارِ الَّذينَ اتَّبَعُوهُ في ساعَةِ الْعُسْرَةِ۔[1]

ترجمہ: خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان مہاجرین و انصار پر اپنی نظرِ رحمت ڈالی جنھوں نے مشکل وقت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا تھا۔

اس سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافقین کی باتوں کا خبر دینا، پہاڑ سے کلام کرنا اور اس کا بزبان فصیح جواب دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس جِن سے گفتگو کرنا جو ایک بڑے سانپ کی شکل میں راستے میں نمودار ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس اونٹ کی خبر دینا جو گم ہو گیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی اطلاع اس علاقہ میں پھیل گئی تو ہراقلیوس جو یورپی ممالک، شام اور بیت المقدس کا شہنشاہ تھا اور حمص میں مقیم تھا اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت بھی رکھتا تھا اور ایک روایت کے مطابق وہ اسلام قبول کر چکا تھا، اس نے اپنے ملک کے لوگوں کو جمع کیا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۱۱۷

دعوت دی لیکن لوگوں نے اس کی بات نہ مانی۔ ہراقلیوس کو خوف ہوا کہ کہیں اس کی سلطنت کا خاتمہ نہ ہو جائے، مجبوراً وہ خاموش ہو گیا۔ ادھر پیغمبر اسلام ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ مدینہ پر قیصر کے حملے کی خبر جھوٹی تھی تو آپ ﷺ نے بڑے بڑے صحابہ کو بلایا اور فرمایا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ یہاں سے روم پر چڑھائی کر کے بنی الاصغر کی سلطنت پر قبضہ کریں یا مدینہ کی طرف پلٹ جائیں۔ بعض نے مشورہ دیا کہ مدینہ کی طرف واپس چلیں تو حضرت ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ واپسی پر اصحابِ عَقَبہ کا واقعہ رونما ہوا۔ یہ منافقین کا ایک گروہ تھا جو چاہتے تھے کہ عَقَبہ میں رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو بدکا دیں اور اس طرح آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ جب وہ کمین گاہ میں بیٹھے تو جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دے دی۔ پس آپ ﷺ سوار ہوئے اور عمار یاسر کو حکم دیا کہ اُونٹ کی مہار کھینچیں اور آپ ﷺ نے حُذیفہ سے فرمایا کہ اونٹ کو پیچھے سے ہانکو۔ جب آپ ﷺ عقبہ پر پہنچے تو حکم دیا کہ عَقَبہ پر مجھ سے پہلے کوئی شخص نہ جائے۔ آپ ﷺ خود عَقَبہ پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے کچھ سوار دیکھے، جنہوں نے اپنے چہرے نقابوں سے چھپا رکھے تھے، حضرت ﷺ نے انہیں للکارا تو وہ حملہ آور ہوئے، عمار آگے بڑھے اور ان کے اونٹوں کے منہ پر ضرب لگانے لگے، یہاں تک کہ وہ پَسپا ہو گئے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: عمار! تُونے انہیں پہچانا؟ عرض کی: چونکہ انہوں نے اپنے چہرے نقابوں سے چھپا رکھتے تھے، اس لیے ان کو نہ پہچان سکا۔

آپ ﷺ نے حُذیفہ کو ان سب کے نام بتائے اور فرمایا: یہ بات کسی سے نہ کہنا، یہی وجہ تھی کہ حُذیفہ باقی سب صحابہ سے امتیاز رکھتے تھے اور صحابہ حُذیفہ کے متعلق کہا کرتے تھے:

صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہُ غَیْرُہٗ.

ترجمہ: اس راز کا مالک جسے ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

بعض علماء نے عَقَبہ کا واقعہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر نقل کیا ہے اور تبوک سے واپسی کے بعد ہی آنحضرت ﷺ نے مسجد ضرار کے متعلق حکم دیا کہ اسے مِسمار کر کے آگ لگا دی جائے۔ اس مسجد کو مُنافقین نے مسجد قبا کے سامنے بنایا تھا اور چاہتے تھے کہ ابو عامر فاسق کو اس کی پیش

نمازی کے لیے مقرر کریں۔ حضرت ﷺ کا حکم ملتے ہی اس مسجد کو آگ لگادی گئی اور وہاں کھتّہ بنادیا گیا اور مسجد ضرار کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِداً ضِرَاراً وَ كُفْراً وَ تَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَاداً لِمَنْ حَارَبَ اللهَ وَ رَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَ اللهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔١

ترجمہ: اور جن لوگوں نے مسجد ضرار بنائی کہ اس کے ذریعہ اسلام کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت بخشیں اور مومنین کے درمیان اختلاف پیدا کرائیں اور پہلے سے خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ تیار کریں وہ بھی منافقین ہی ہیں اور یہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے صرف نیکی کے لئے مسجد بنائی ہے حالانکہ یہ خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں۔

مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اور ایک قول کی بناء پر اس وقت ماہ رمضان کے کچھ دن باقی تھے، آپ ﷺ اپنے دستور کے مطابق پہلے مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر گئے، تبوک سے آپ ﷺ کی واپسی کے بعد ماہ شوال کے آخری دنوں میں عبد اللہ ابن اُبیّ، رئیس المنافقین بیمار ہوا۔ بیس روز تک بستر علالت پر پڑا رہا اور ماہ ذیقعدہ میں مر گیا۔ آپ ﷺ کا اس کے حق میں اس کے بیٹے کی وجہ سے رعایت کرنا اور بعض دوسری مصلحتوں کی بناء پر بھی رعایت سے کام لینا اور عمر کا آپ ﷺ پر اعتراض کرنا اپنے مقام پر بڑی تفصیل کے ساتھ لکھ ہوا ہے۔

۹ھ میں ابو بکر کو حکم ہوا کہ وہ مکہ جائیں اور سورۂ براءت کی ابتدائی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں، ابو بکر یہ حکم پاکر مدینہ سے نکلے، ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر کچھ راستہ طے کیا تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور پیغمبر خدا ﷺ کو خدا کا سلام پہنچا کر عرض کیا:

لَا يُؤَدِّيهَا إِلَّا أَنْتَ أَوْ رَجُلٌ مِنْكَ

ترجمہ: یہ آیتیں آپ ﷺ خود پہنچائیں یا آپ ﷺ کی طرف سے وہ پہنچائے جو آپ ﷺ سے ہے۔

١۔ سورہ توبہ، آیت ١٠٧

ایک روایت ہے کہ سوائے حضرت علی علیہ السلام کے ان آیات کی کوئی تبلیغ نہ کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور ابو بکر سے آیتیں لے کر حج کے موسم میں لوگوں کو پڑھ کر سناؤ۔ امیر المؤمنین علیہ السلام منزل رَوحَاء میں ابو بکر سے جا ملے اور آیتیں لے کر مکہ گئے اور لوگوں کے سامنے ان کو پڑھا۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے آیتیں لے کر عرفہ کے دن عرفات میں اور عید کی رات مشعر الحرام میں اور عید کے دن جمرات کے پاس اور تمام ایام تشریق میں منیٰ میں، سورہ برات کی پہلی دس آیتیں مشرکین کے سامنے بلند آواز سے پڑھیں۔ ایسی حالت میں کہ آپ علیہ السلام اپنی تلوار نیام سے باہر نکالے ہوئے تھے اور پکار کر فرمارہے تھے کہ کوئی شخص خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف نہ کرے۔ کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کرے اور جس کی مدتِ پیمان و امان ابھی باقی ہے، اس کے لیے مدت ختم ہونے تک امان ہے اور جس کی مدتِ امان نہیں ہے وہ چار ماہ تک امان میں ہے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر کو سورہ برات کی آیتیں دے کر پہلی ذی الحجہ کو بھیجا تھا اور حضرت امیر علیہ السلام ان سے مقامِ رَوحَاء میں تیسری ذی الحجہ کو جا ملے تھے۔ وہاں سے آیتیں لے کر مکہ تشریف لے گئے۔ سورۂ براءت کی ادائیگی سے ابو بکر کے معزول ہونے اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے بھیجے جانے کی روایات سُنّی اور شیعہ دونوں فرقوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۹ھ ہی میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے وفات پائی اور اس کی وفات کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک مردِ صالح وفات پا گیا ہے۔ اٹھو تا کہ اس کے لیے نماز پڑھیں۔ کہتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوا اور صحابہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

دسویں ہجری کے واقعات

واقعہ مباہلہ:

واقعہ مباہلہ اور نجران کے نصاریٰ کے بارے میں شیخ طبرسیؒ اور دوسرے علماء نے روایت کی ہے کہ نصاریٰ کے اشراف کی ایک جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان کے تین افراد بڑے تھے، ایک کا نام عاقب تھا جو ان کا امیر تھا اور صاحب الرائے تھا۔ دوسرا عبدالمسیح جس سے وہ تمام مشکلات میں مدد حاصل کرتے تھے اور تیسرا ابو حارثہ ان کا عالم اور پیشوا تھا، روم کے بادشاہوں نے اس کے لیے کئی گرجاگھر بنوائے تھے اور اس کے پاس تحفے اور ہدیے بھیجتے تھے، ان کے نزدیک وہ بہت بڑا عالم تھا، جب یہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے تو ابو حارثہ ایک خچر پر سوار تھا۔ کُرز بن عَلقَمہ اس کا بھائی اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ اچانک ابو حارثہ کے خچر کا پاؤں پھسلا، کُرز نے یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ ابو حارثہ نے کہا: جو کچھ تو نے کہا ہے وہ تیرے لیے ہی ہو۔ اس نے کہا: اے بھائی ایسا کیوں کہتے ہو؟ ابو حارثہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ کرز نے کہا کہ پھر اس کا اتباع کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگا: کیا تُو نہیں جانتا کہ اس گروہِ نصاریٰ کا سلوک ہمارے ساتھ کیسا ہے؟ یہ ہمیں بزرگ جانتے ہیں، انہوں نے ہمیں بہت سا مال دیا ہے، یہ ہماری عزّت و توقیر کرتے ہیں۔ اگر ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی پر راضی ہو جائے اور ہم ان کا اتباع کریں تو یہ سب مال و متاع ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے یہ بات اپنے دل میں رکھی یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

نصاریٰ بنی نجران عصر کے وقت مدینہ میں داخل ہوئے۔ یہ بہترین پوشاکیں پہنے ہوئے تھے۔ عربوں نے اتنا قیمتی لباس اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا، نہ ان سے کلام کیا۔ وہ لوگ عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کے پاس گئے کیونکہ ان دونوں سے ان کی سابقہ جان پہچان تھی، یہ لوگ

ان دونوں سے کہنے لگے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں خط لکھا ہے اور ہم ان کی دعوت پر یہاں آئے ہیں لیکن اب وہ ہمارے سلام کا جواب تک نہیں دیتے اور نہ ہم سے کلام کرتے ہیں۔ یہ دونوں ان کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے آئے اور ان کو ساری بات بتائی۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ انگوٹھیاں اور ریشمی کپڑے اتارو اور سادہ لباس پہن کر حضرت ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ زیور وغیرہ اتار ڈالے اور سادہ لباس پہن کر حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا حضرت ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خدا کی قسم جب پہلی دفعہ یہ لوگ میرے پاس آئے تھے تو شیطان ان کے ساتھ تھا، اسی لیے میں نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا، اس کے بعد وہ آپ ﷺ سے مسلسل سوالات کرتے رہے اور سارا دن انہوں نے سرکارِ رسالت ﷺ سے مناظرہ کیا۔ ان کا عالم کہنے لگا: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ وہ کہنے لگے: آپ ﷺ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو۔ یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔١

ترجمہ: بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کی نظر میں آدم علیہ السلام جیسی ہے کہ جنہیں خدا نے مٹی سے خلق کیا پھر ان سے کہا کہ (خلق) ہو جا! تو وہ (خلق) ہو گئے۔

اس کے بعد بھی جب وہ نہیں مانے اور مناظرہ طویل ہو گیا تو پھر:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔٢

ترجمہ: یعنی وہ لوگ کہ جو آپ ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مجادلہ کریں جبکہ علم و برہان آچکے ہیں، تو اے محمد ﷺ! آپ ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں اور تم اپنے بیٹوں

١۔ سورہ آلِ عمران، آیت ۵۹

٢۔ سورہ آلِ عمران، آیت ٦١

کو، ہم اپنی بیٹیوں کو لائیں اور تم اپنی بیٹیوں کو لاؤ، ہم اپنے نفسوں کو لائیں اور تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ پھر تضرع کے ساتھ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جھوٹوں پر اپنی لعنت کرے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ بات طے ہوئی کہ دوسرے روز دونوں مباہلہ کریں گے۔ نصاریٰ اپنی قیام گاہ پر واپس چلے گئے اور وہاں جا کر ابو حارثہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اگر محمد ﷺ اپنے اہلبیت علیہم السلام کو لے کر آئے تو اس سے مباہلہ کرنے سے اجتناب کرنا اور اگر اصحاب لے کر آئے تو پھر اس سے مباہلہ کرنے میں کسی قسم کی پرواہ نہ کرنا، صبح کو رسول اکرم ﷺ، حضرت علی علیہ السلام کے گھر تشریف لائے، آپ ﷺ نے امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا، امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیا، امیر المؤمنین علیہ السلام آپ ﷺ کے پیچھے اور جناب سیدہ علیہا السلام جناب امیر علیہ السلام اور رسول خدا ﷺ کے درمیان ہوئیں، اس انداز سے آپ ﷺ مدینہ سے مباہلہ کے لیے نکلے۔

جب نصاریٰ نے ان بزرگ ہستیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو ابو حارثہ نے پوچھا کہ کون لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ آرہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جو سب سے عقب میں ہے وہ ان کا چچازاد بھائی ہے اور بیٹی کا شوہر بھی ہے اور یہ ان کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب شخص ہے اور یہ دونوں بچے ان کے اور ان کی دختر کے فرزند ہیں اور وہ جو خاتون ہے ان کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام ہے جو ان کے نزدیک عزیز ترین خلق ہے۔ حضرت ﷺ مباہلے کے لیے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ ادھر سے سید و عاقب اپنے بیٹوں کو مباہلے کے لیے لے آئے۔ ابو حارثہ نے کہا: خدا کی قسم یہ اس طرح بیٹھا ہے جیسے پیغمبر مباہلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ واپس جانے لگا۔ سید نے کہا: کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: اگر محمد ﷺ حق پر نہ ہوتے تو مباہلہ کرنے کی اس طرح جرأت نہ کرتے اور اگر ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا تو ایک سال کے اندر اندر کوئی نصرانی روئے زمین پر باقی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد ابو حارثہ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم ﷺ! ہم سے مباہلہ کرنے سے درگزر کیجیے اور ہم سے اس چیز پر صلح کر لیجیے کہ جس کے ادا کرنے کی قوّت رکھتے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے مصالحت کر لی اس شرط پر کہ وہ ہر سال ایسے دو ہزار حلےّ دیں گے جن میں سے ہر حلےّ کی قیمت چالیس درہم ہوگی، اور یہ کہہ کر کہ

اگر مسلمانوں کو کوئی جنگ درپیش ہوئی تو وہ تیس زِرہیں، تیس گھوڑے عاریتاً دیں گے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صُلح نامہ تحریر کیا اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے کہ اہل نجران کی ہلاکت قریب آچکی تھی اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو سب بندر اور خنزیر ہو جاتے اور یہ پوری وادی ان کے لیے آگ ہو جاتی اور وہ جل کر خاک ہو جاتے اور خدائے تعالیٰ تمام اہل نجران کو ہلاک کر دیتا۔ یہاں تک کہ ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی باقی نہ رہتا۔ جب سید و عاقب واپس چلے گئے تو تھوڑے دنوں کے بعد واپس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ صاحب کشاف اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی صحاح میں عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباہلہ کے دن باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ رنگ کی عبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام کو عبا کے نیچے داخل کر کے یہ آیت پڑھی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ ۱

نیز زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تم پوچھو کہ مباہلہ کی دعوت اس لیے دی تھی کہ مقابل پر ظاہر ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ جھوٹے ہیں تو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدّ مقابل کے ساتھ ٹھیک تھی اور بیٹوں اور عورتوں کو ساتھ بلانے کا کیا فائدہ تھا؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ان کے ساتھ ملانا ان کی اپنی حقانیت کو ثابت کرتا ہے اس مقابلے میں کہ تنہا جا کر مباہلہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہلبیت علیہم السلام کو ساتھ لے جا کر جرأت کا مظاہرہ کیا۔ اپنے اعزا اور جگر کے ٹکڑوں کو اپنے نزدیک محبوب ترین افراد کو مقامِ ہلاکت میں لے آئے اور صرف اپنی ذات پر اکتفا نہیں کیا۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دشمن کے جھوٹے ہونے پر پورا پورا یقین رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اگر مباہلہ ہو تو دشمن اپنے اعزہ و اقربا کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور مباہلہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۳

اولاد اور عورتوں کو مخصوص کیا کیونکہ یہ انسان کے عزیز ترین افراد ہوتے ہیں اور باقی افراد کی بہ نسبت دلی تعلق ان کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے، بسا اوقات انسان اپنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معرضِ ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اس مقصد سے کہ اس کے متعلقین کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ یہی وجہ تھی کہ لڑائیوں میں لوگ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے جاتے تھے تاکہ وہ خود جنگ سے فرار نہ کریں۔ اسی لیے اس آیت میں بیٹوں اور عورتوں کو انفس پر مقدم رکھا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جان سے مقدم ہوتے ہیں۔ اس عبارت کے بعد زمخشری نے کہا ہے کہ اصحاب کساو عبا کی فضلیت کی یہ وہ دلیل ہے کہ جس سے زیادہ قوی کوئی دلیل نہیں۔

حجۃ الوداع:

اس سال حجۃ الوداع کا سفر واقع ہوا۔ شیخ کلینیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں قیام کیا اور اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ دسویں سال یہ آیت پروردگار عالم نے نازل فرمائی:

وَ أَذِّنۡ فِي النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَأۡتُوكَ رِجالاً وَعَلى كُلِّ ضامِرٍ يَأۡتِينَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَميق۔[۱]

ترجمہ: لوگوں میں حج کا اعلان کرو کہ وہ تمہارے پاس پیدل اور کمزور اونٹوں پر آئیں گے اور دور کے رستے سے آئیں گے تاکہ وہ اپنی منفعتیں دیکھ لیں۔

پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موذنوں کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بلند آواز سے یہ بتائیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال حج پر تشریف لے جائیں گے، جو لوگ مدینہ میں اور اطرافِ مدینہ میں تھے اور جو عرب بادیہ نشین تھے، وہ لوگ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادۂ حج سے باخبر ہو گئے۔ ان کے علاوہ دور دراز کہ جو لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطوط لکھے کہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لہٰذا جو استطاعتِ حج رکھتا ہے وہ حج کے لیے آئے۔ پس تمام مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

۱۔ سورۂ حج، آیت ۲۷

حج کرنے کے لیے آئے، وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجالاتے وہ بھی بجالاتے تھے اور جس چیز کا حکم دیتے اس پر عمل کرتے۔ ماہ ذیقعدہ کے ابھی چار دن باقی تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو زوالِ شمس ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ بغل اور ناف کے نیچے کے بال صاف کریں، غسل کریں اور سلے ہوئے کپڑے اتار دیں اور ایک لنگی اور زِرہ پہن لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی غسل فرمایا اور احرام باندھا اور مسجدِ شجرہ میں داخل ہوئے اور اس میں نماز ظہر ادا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا حج کی نیت کی کہ جس میں عمرہ داخل نہیں تھا کیونکہ ابھی تک حج تمتع کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ احرام باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکلے اور جب مقام بیداء پر پہنچے تو پہلے میل کے قریب لوگ دو صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا حج کا تلبیہ پڑھا اور کہا:

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے میرے معبود میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں کہ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ساری بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تلبیہ میں ذوالمعارج زیادہ کہتے اور جب کسی سوار کو دیکھتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے یا کسی رات کے آخر میں اور نمازیں پڑھنے کے بعد تلبیہ کی تکرار کرتے تھے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ چھیاسٹھ یا چونسٹھ اونٹ قربانی کے لے کر گئے تھے اور ایک روایت ہے کہ سو اونٹ لے کر گئے تھے۔ مکّہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھی ذی الحج کو وارد ہوئے اور مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچے اور بنی شیبہ کے دروازہ سے داخل ہوئے تو مسجد کے دروازہ پر رک گئے۔ خدا کی حمد و ثناء بجالائے اور اپنے جدّ امجد ابراہیم علیہ السلام پر صلوات بھیجی۔ پھر حجرِ اسود کے قریب آئے اور اپنا ہاتھ حجرِ اسود پر پھیرا، اس کا بوسہ لیا اور سات مرتبہ کعبہ کے گرد طواف کیا۔ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی پشت پر دو رکعت نمازِ طواف ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو چشمۂ زمزم کے قریب گئے اور زمزم کا پانی پیا اور کہا:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَ رِزْقاً وَاسِعاً وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَ سُقْم

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ مند علم، وسیع رزق، اور ہر درد و بیماری سے شفا طلب کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے یہ دعا قبلہ رخ ہو کر پڑھی پھر آپ ﷺ حجرِ اسود کے پاس آئے، اس پر ہاتھ پھیرا، بوسہ دیا اور صفا کی طرف متوجہ ہوئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:

إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ أَنْ یَطَّوَّفَ بِهِمَا۔[۱]

ترجمہ: یعنی کوہِ صفا و مروہ مناسک حج کی علامات میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجالائے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔

اس کے بعد آپ ﷺ کوہِ صفا کے اوپر تشریف لے گئے اور رُکنِ یمانی کی طرف رُخ کیا اور اس قدر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے کہ جس قدر کوئی شخص ٹھہر ٹھہر کر سورہ بقرہ کی تلاوت کرے۔ پھر صَفا سے اُتر کر مروہ کی طرف روانہ ہوئے اور مروہ کے اوپر تشریف لے گئے اور جتنی دیر صفا پر رُکے تھے اتنی ہی دیر مروہ پر بھی ٹھہرے پھر دعا پڑھی اور مروہ کی طرف چلے اس طرح آپ ﷺ نے سات چکر پورے کیے۔ پھر جب سعی سے فارغ ہوئے تو مروہ پر کھڑے کھڑے آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور حمد و ثنائے الٰہی بجالائے۔ پھر اپنی پشت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہے جو خدا کی طرف سے حکم دیتا ہے کہ میں تمہیں حکم دوں۔ جو شخص اپنے ساتھ قربانی نہیں لایا وہ مُحِلّ ہو جائے اور وہ اپنا حج عمرہ سے بدل دے اور اگر میں جانتا کہ ایسا ہو گا تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور ایسا ہی کرتا جیسا تم کر رہے ہو لیکن میں تو قربانی ساتھ لایا ہوں۔ صحابہ میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم حج سے خارج ہو جائیں اور ہمارے سَر اور بالوں سے جنابت کا پانی ٹپکنے لگے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تُو کبھی حج تمتع پر ایمان نہیں لائے گا۔ پس سُراقہ بن مالک بن جُعشُم کنانی کھڑے ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اپنے دین کے احکام سمجھ لیے۔ گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں، یہ فرمایئے یہ حکم جو

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۵۸

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے حج تمتع کے متعلق ہمیں دیا ہے، یہ اس سال کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر سال ہمیں یہی کرنا چاہیے؟

حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ اسی سال کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک یہ حکم جاری و ساری ہے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں اور فرمایا قیامت تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

اسی اثناء میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق یمن سے حج کے لیے تشریف لائے تھے، مکہ میں داخل ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام محلّ ہو چکی ہیں۔ انہوں نے خوشبو لگا رکھی ہے اور انہوں نے رنگین لباس پہن رکھا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ علیہا السلام! تم قبل از وقت کیوں مُحِلّ ہو گئی ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے یوں ہی حکم دیا ہے پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام گھر سے نکلے اور تیزی سے رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آئے تا کہ حقیقتِ حال معلوم کریں۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آئے تو عرض کیا کہ میں نے سیدہ علیہا السلام کو دیکھا وہ مُحِلّ ہو گئیں ہیں اور انہوں نے رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ یا علی علیہ السلام! تم نے کس طرح اِحرام باندھا ہے؟

آپ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ میں نے تو یوں احرام باندھا ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے احرام کی طرح احرام باندھتا ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میری طرح اپنے احرام پر باقی رہو اور تم میری قربانی میں شریک ہو۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ان ایام میں اصحاب کے ساتھ ابطح میں اترے ہوئے تھے اور گھر میں قیام نہیں فرمایا تھا۔ پس جب آٹھ ذی الحج ہوئی تو زوال کے قریب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو حکم دیا کہ غسلِ احرام کریں اور حج کا احرام باندھیں، یہ مفہوم ہے خدا کے اس ارشاد کا کہ:

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً .۱

اس متابعت سے مراد حج تمتّع میں متابعت کرنا ہے، پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے باہر نکلے اور منیٰ میں پہنچے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر و عصر و مغرب وعشا کی نمازیں ادا کیں اور نویں تاریخ کی صبح کو سامان سواریوں پر لاد کر اصحاب کے ساتھ میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کی بدعتوں میں سے ایک بدعت یہ بھی تھی کہ وہ مشعر الحرام سے آگے نہیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہلِ حرم ہیں لہٰذا حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ باقی لوگ عرفات میں جاتے تھے اور جب لوگ عرفات سے سامان اٹھا کر مشعر میں آتے تو قریش ان کے ساتھ مشعر سے منیٰ کی طرف آتے تھے اور قریش کی یہ بھی خواہش تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ اس سلسلے میں موافقت کریں۔ پس پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاس.۲

ترجمہ: یعنی وہاں سے سامان اٹھا کر آؤ جہاں سے لوگ آتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہاں ناس سے مراد ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام، اسحاق علیہم السلام اور ان کے بعد والے انبیاء ہیں جو سب کے سب عرفات سے نکل رہے تھے پس جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ مشعر الحرام سے گزر کر عرفات کی طرف جا رہا ہے تو ان کے دلوں میں خدشہ پیدا ہوا کیونکہ ان کو اُمید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جگہ سے افاضہ فرمائیں گے اور عرفات میں نہیں جائیں گے، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمرہ میں جا کر پیلو کے درختوں کے سامنے سواری سے اترے اور وہاں اپنا خیمہ لگایا۔ باقی لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے کے گرد خیمے نصب کیے، جب زوالِ شمس ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا اور باقی تمام افراد کے ساتھ بشمول قریش، عرفات میں داخل ہوئے اور وہاں تلبیہ کو قطع کیا اور اس مقام پر تشریف لائے کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کہتے ہیں، وہاں رک گئے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۹۵

۲۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۹

گرد کھڑے ہوگئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور امر و نہی کی تلقین فرمائی پھر لوگوں کو نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائی، پھر محلِّ وقوف میں گئے اور وہاں کھڑے ہوگئے اور لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کی طرف بڑھنے لگے اور اس کے قریب ٹھہرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کو حرکت دی، لوگوں نے بھی ساتھ چلنا شروع کیا اور ناقہ کے گرد جمع ہوگئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! موقف صرف میرے اونٹ کے پاؤں کے نیچے نہیں ہے، اور تمام موقفِ عرفات کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: یہ سب موقف ہے پھر لوگ منتشر ہوگئے اور مشعر الحرام میں بھی ایسا ہی ہوا۔ پس لوگ عرفات میں رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامان سواری پر لادا اور لوگوں نے بھی اپنا سامان سواریوں پر لادا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو آہستگی کا حکم دیا۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مشرکین عرفات سے غروب آفتاب کے وقت کوچ کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوئے۔

اور فرمایا: اے لوگو! حج گھوڑوں کو دوڑانے اور اونٹوں کو تیز چلانے کا نام نہیں ہے بلکہ خدا سے ڈرو اور شائستہ انداز میں چلو، کمزوروں کو نہ کچلو اور کسی مسلمان کو گھوڑوں کے پیروں تلے پامال نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ کو اتنا کھینچتے تھے کہ وہ آہستہ چلے یہاں تک کہ وہ پالان تک پہنچ جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو! آہستہ چلو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشعر الحرام میں داخل ہوئے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب و عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کی اور رات وہیں بسر کی، بلکہ صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی، بنی ہاشم میں سے جو لوگ کمزور تھے انہیں رات ہی کو منیٰ میں بھیج دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عورتوں کو رات کے وقت بھیج دیا اور اسامہ بن زید کو ان کے ساتھ روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ جمرہ عقبہ پر طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں نہ ماریں، جب سورج نکل آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشعر الحرام سے روانہ ہوئے اور منیٰ میں اترے اور جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں، قربانی کے جو اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے وہ چھیاسٹھ یا چونسٹھ تھے اور جو اونٹ حضرت امیر علیہ السلام لائے تھے وہ چونتیس یا چھتیس تھے اور دونوں کے اونٹوں کا مجموعہ ایک سو تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امیر علیہ السلام

اونٹ نہیں لائے تھے بلکہ رسول خداﷺ ہی سو اونٹ لائے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اپنی قربانی میں شریک کیا تھا۔ حضرت رسول ﷺ نے چھیاسٹھ اونٹ اور حضرت امیر علیہ السلام نے چونتیس اونٹ نحر کیے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان سو اونٹوں میں سے ہر ایک سے کچھ گوشت الگ کیا جائے، وہ سب پتھر کی ایک دیگ میں ڈال کر پکایا گیا اور رسول خداﷺ اور جناب امیر علیہ السلام نے اس کا شوربہ تناول فرمایا تاکہ تمام اونٹوں میں سے کھانا ثابت ہو جائے۔ ان اونٹوں کی کھال، سری اور پائے آپ ﷺ نے قصابوں کو نہ دیئے بلکہ ان سب کو صدقہ کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سر منڈوایا، اس روز طواف خانہ کعبہ کے لیے گئے اور طواف وسعی کرنے کے بعد منیٰ میں لوٹ آئے اور تیرھویں کے دن تک جو کہ ایام تشریق کا آخری دن ہے آپ ﷺ منیٰ میں رہے۔ اور اس دن ہر تین جمروں کو کنکریاں ماریں اور دوبارہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

واقعۂ غدیر:

شیخ مفیدؒ اور برسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ اعمال حج سے فارغ ہوئے تو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور باقی مسلمان بھی آپ ﷺ کی خدمت میں تھے اور جس وقت غدیر خم میں پہنچے اس جگہ اس وقت تک قافلے نہیں اترا کرتے تھے کیونکہ پانی اور چراگاہ وہاں نہ تھی تو آپ ﷺ نے وہاں نزولِ اجلال فرمایا اور مسلمان بھی اترے اور وہاں اترنے کا سبب یہ تھا کہ خداوند عالم کی طرف سے شدید تاکید آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی کہ وہ اپنے بعد کیلئے امیر المومنین علیہ السلام کو خلافت عطا فرما دیں۔ اس سلسلے میں اس سے پہلے بھی آپ ﷺ پر وحی نازل ہو چکی تھی لیکن وہ وقت کے تعین اور تاکید پر مشتمل نہیں تھی اس وجہ سے آپ ﷺ نے ابھی تک اس کی تبلیغ میں تاخیر کی تھی، اس خوف سے کہ کہیں اُمّت میں اختلاف پیدا نہ ہو جائے اور ان میں سے کچھ لوگ دین سے نہ پھر جائیں اور خداوند عالم جانتا تھا کہ اگر غدیر خم سے آگے بڑھے تو بہت سارے لوگ اپنے شہروں کی طرف چلے جائیں گے لہٰذا خدا نے چاہا کہ اسی جگہ پر جمع ہوں اور تمام کے تمام حضرت

امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت پر نصِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن لیں اور ان پر اس سلسلہ میں حجّت تمام ہو جائے اور کسی مسلمان کا عذر باقی نہ رہے، لہٰذا خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

يا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ.١

ترجمہ: یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں کو وہ کچھ جو تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہو چکا ہے پہنچا دے یعنی امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اس کے اُمت میں خلیفہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں نصّ۔

پھر فرمایا:

وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النّاس.٢

ترجمہ: اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو تُو نے پروردگار کی رسالت ہی انجام نہیں دی اور خدا تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

پس خدا نے اس پیغام کے پہنچانے کی تاکید فرمائی اور اس معاملہ میں تاخیر کرنے سے ڈرایا اور ضمانت لی کہ خدا تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی جگہ اُترے جو اُترنے کی جگہ نہ تھی اور تمام مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد اُتر پڑے۔ اس دن گرمی بہت تھی پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو وہاں خاردار درخت تھے، ان کے نیچے سے خسّ و خاشاک صاف کیے جائیں اور فرمایا کہ اونٹوں کے پالان جمع کیے جائیں اور انہیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندا دینے والے سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان منادی کرو کہ وہ سب میرے پاس جمع ہوں۔ پس وہ تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے اور اکثر لوگوں نے گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنی چادریں اپنے پاؤں پر لپیٹ لی تھیں۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پالانوں پر جو منبر کی طرح رکھے ہوئے تھے تشریف لے گئے اور حضرت امیر علیہ السلام کو منبر کے اوپر بلایا اور اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ پھر خطبہ پڑھا جو حمد و ثناء الٰہی پر مشتمل تھا اور مواعظ بلیغ اور کلمات فصیح کے ساتھ انہیں موعظہ کیا اور اپنی وفات

١۔ سورۂ مائدہ، آیت ٦٧

٢۔ سورۂ مائدہ، آیت ٦٧

کی خبر سنائی اور فرمایا: مجھے بارگاہ الٰہیٰ میں بلایا گیا ہے اور قریب ہے کہ میں دعوت خداوندی کو قبول کروں اور وہ وقت آپہنچا ہے کہ میں دار فانی کو الوداع کہوں اور آخرت کی طرف رحلت کروں، میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اس سے متمسک رہو گے تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے، وہ خدا کی کتاب اور میری عترت ہے جو میرے اہلبیت علیہم السلام ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کے کوثر کے کنارے میرے پاس نہ پہنچ جائیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان بلند آواز سے پکار کر فرمایا: کیا میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حقّ تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا بیشک۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں بلند کیا۔ یہاں تک کہ ان کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ.

ترجمہ: جس کا میں مولا اور اس کے نفس پر اولی ہوں اس کا علی علیہ السلام مولا اور اس کے نفس پر اولیٰ بالتصرف ہے، خدایا اس کو دوست رکھ جو علی علیہ السلام سے دوستی رکھے اس کا دشمن ہو جا جو علی علیہ السلام سے دشمنی کرے اور اس کی مدد فرما جو علی علیہ السلام کی مدد کرے اور اس کو چھوڑ دے جو علی علیہ السلام کو چھوڑ دے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور وہ وقت زوال کے قریب کا تھا اور گرمی پورے شباب پر تھی، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد زوال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن نے اذان کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کے سامنے امیر المومنین علیہ السلام کے لیے ایک خیمہ نصب کیا جائے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس خیمہ میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ گروہ در گروہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جائیں اور انہیں امامت کی تہنیت اور مبارک باد دیں اور ان کو امیر المومنین علیہ السلام کہہ کر سلام کریں پس لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج اور باقی مسلمان عورتوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں، حکم دیا کہ وہ بھی جا کر تہنیت اور مبارک

باد دیں اور امیر المومنین علیہ السلام کہہ کر سلام کریں پس سب نے ایسا کیا اور وہ اشخاص کہ جنہوں نے اس سلسلہ میں زیادہ اہتمام کیا ان میں سے ایک عمر ابن خطاب تھے کہ جنہوں نے زیادہ خوشی اور بشاشت کا اظہار کیا آپ علیہ السلام کی امامت و خلافت پر اور کہا:

بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا عَلِیُ أَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَ مَوْلَی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَة

ترجمہ: کیا کہنے آپ کے اے علی علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولیٰ ہو گئے۔

اس وقت حسان بن ثابت خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی کہ امیر المومنین علیہ السلام کی مدح میں، واقعہ غدیر اور آنجناب کے نصب امامت و خلافت کے متعلق اور ان کے دعاؤں کے متعلق جو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں کہی تھیں، قصیدہ پڑھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی تو وہ اونچی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور چند اشعار بلند آواز سے لوگوں کے سامنے پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:

"ان کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر کے دن خم کے مقام پر انہیں پکار رہا تھا
اور کتنے اچھے معلوم ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے ہوئے
انہوں نے کہا: تمہارا مولا اور ولی کون ہے؟
سب لوگ کہنے لگے اور ان میں سے کسی نے مخالفت و دشمنی کا اظہار نہ کیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معبود ہمارا مولا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ولی ہیں
اور آج کے دن ہم میں سے کسی کو آپ علیہ السلام نافرمان نہ پائیں گے
پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٹھو اے علی علیہ السلام کیونکہ میں نے
تمہیں اپنے بعد کے لیے امام و ہادی منتخب کیا ہے
اور امامت کے لیے سب لوگوں کو چھوڑ کر علی علیہ السلام کو مختص کیا
اور اس کا نام مدد کرنے والا اور وزیر رکھا
جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے

لٰہذا اس کے سچے پیروکار اور موالی بن جاؤ

پھر یہ دعا مانگی خدایا دوست رکھ اس کے دوست کو

اور جو علی علیہ السلام سے دشمنی کرے اس کا دشمن ہو جا۔"

ان اشعار کو خاصہ اور عامہ نے تواتر سے روایت کیا ہے۔ روایت ہے کہ جب حسان یہ شعر کہہ رہا تھا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ يَا حَسَّانُ مُؤَيَّداً بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَصَرْتَنَا بِلِسَانِكَ۔[1]

ترجمہ: اے حسان تو ہمیشہ روح القدس کے ساتھ مؤید رہے گا جب تک زبان سے ہماری مدد کرتا رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ حسّان ولایت امیر المومنین علیہ السلام پر ثابت قدم نہیں رہے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوا۔

کمیت شاعر نے بھی واقعہ غدیر کے متعلق ایک قصیدہ لکھا ہے کہ جس میں یہ تین اشعار بھی ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:

"اور وسیع میدان کا دن غدیر خم کا میدان

کہ اس کی ولایت کو واضح کیا اگر اطاعت کی جاتی

لیکن لوگوں نے ولایت کی بیعت کر لی

میں اس سے بڑھ کر کوئی بلند شان نہیں سمجھتا

اور میں اس دن کی طرح کسی دن کو نہیں سمجھتا

اور میں نے اس طرح کسی حق کو ضائع ہوتے نہیں دیکھا۔"

۱۔ خصائص الائمۃ علیہم السلام (خصائص امیر المؤمنین علیہ السلام)؛ ص ۴۲

اس احقر نے حدیث غدیر میں کتاب بنام فیض القدیر فیما یتعلق بحدیث الغدیر لکھی ہے، گنجائش نہیں ورنہ اس کا خلاصہ یہاں نقل کرتا اور چونکہ گیارھویں ہجری سال کی ابتداء میں سفر حجۃ الوداع کے بعد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی ہے، لہذا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے ذکر کو شروع کرتے ہیں۔

گیارھویں ہجری کے واقعات

وفات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت کا بیان:

فریقین کے اکثر علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ سید الانبیاء کی رحلت عالم بقا کی طرف پیر کے دن ہوئی، اور اکثر شیعہ علماء کا اعتقاد ہے کہ وہ دن اٹھائیس ۲۸ صفر کا تھا اور اکثر علماءِ اہل سنت بارہ ربیع الاول کہتے ہیں۔ کشف الغمہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس ہجری کو عالمِ بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تریسٹھ ۶۳ سال ہوئی، چالیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکہ میں وحی نازل ہوئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ (۱۳) سال مزید مکہ میں رہے یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ علیہ السلام کی زندگی کے ترپن (۵۳) سال گزر چکے تھے، ہجرت کے بعد دس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رہے اور آپ علیہ السلام کی وفات ماہ ربیع الاول کی دو تاریخ بروز پیر ہوئی۔[۱]

مؤلف کہتا ہے کہ دو ربیع الاول کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفات پانا بعض اہل سنت کے قول کے بھی موافق ہے اور علماء شیعہ میں کوئی اس کا قائل نہیں لہذا شاید روایت کا یہ فقرہ تقیہ پر محمول ہو اور معلوم ہونا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی کیفیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتوں کے متعلق بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں، ہم یہاں اس پر اکتفا کرتے ہیں جسے شیخ مفیدؒ اور طبرسیؒ رضوان اللہ علیہما نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۱۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط۔ القدیمۃ)؛ ج۱؛ ص ۱۴

رحلت نزدیک آپہنچی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر وقت اصحاب میں خطبہ پڑھتے اور انہیں اپنے بعد کے فتنوں میں اپنے ارشادات کی مخالفت سے ڈراتے اور انہیں وصیت فرماتے کہ ان کی سنت سے دست بردار نہ ہوں اور دین الٰہی میں بدعت نہ کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عترت اور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک رہتے ہوئے ان کی اطاعت کریں اور ان کی نصرت و حفاظت و متابعت کو اپنے لیے لازم سمجھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں اختلاف کرنے اور مرتد ہونے سے منع کرتے اور بار بار ان سے فرماتے کہ اے لوگو! میں تم سے پہلے جارہا ہوں تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے اور میں تم سے سوال کروں گا کہ تم نے ان دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جو میں تم میں چھوڑ کر آیا تھا۔ خدا کی کتاب اور عترت جو کہ میرے اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ پس خیال رکھنا کہ ان دونوں چیزوں میں میری نیابت کس طرح کررہے ہو کیونکہ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے تاوقتیکہ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔ یاد رکھو میں ان دونوں کو تم میں چھوڑے جارہا ہوں۔ پس میرے اہلبیت علیہم السلام پر سبقت نہ کرنا اور ان سے الگ نہ ہونا اور ان کے حق میں کوتاہی نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور انہیں کسی چیز کی تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں اور تمہیں اس حالت میں نہ دیکھوں کہ تم دین سے پھر جاؤ اور کافر ہوجاؤ اور ایک دوسرے کے خلاف تلواریں کھینچ لو اور میرے یا علی علیہ السلام کے مقابلے میں لشکر لے آؤ جو کثرت تیزی اور شدت میں سیلاب کی طرح ہو۔ یہ جان لو کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرا چچازاد بھائی اور میرا وصی ہے اور وہ تاویل قرآن پر جہاد کرے گا جیسے میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے۔ اس قسم کی گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی ایک مجالس میں فرمائی، اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسامہ بن زید کو امیر قرار دیا اور منافقین اہل فتنہ اور دوسرے لوگوں سے ایک لشکر ترتیب دیا اور اسے حکم دیا کہ اکثر صحابہ کو ساتھ لے کر روم کے علاقہ کی طرف اس مقام پر جاؤ جہاں تمہارا باپ زید شہید ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقصد اس لشکر کو بھیجنے کا یہ تھا کہ مدینہ اہل فتنہ سے خالی ہوجائے اور کوئی شخص امیر المومنین علیہ السلام سے تنازعہ نہ کرے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امرِ خلافت مستحکم ہوجائے اور لوگوں کو باہر چلے جانے کی زیادہ تاکید فرماتے تھے، بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسامہ کو مقام

جُرف کی طرف بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو باہر نکالیں اور انہیں تاخیر کرنے سے ڈراتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے آثار پیدا ہو گئے۔ جب یہ حالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھی تو حضرت امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اکثر صحابہ بھی پیچھے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ بقیع کے مردوں کے لیے استغفار کروں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں پہنچے تو فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ سلام ہو تم پر اے قبر کے مکینو! خوشگوار ہو تمہارے لیے وہ حالت کہ جس میں تم ہو، تم نجات پا چکے ہو ان فتنوں سے کہ جو لوگوں کو درپیش ہیں کیونکہ لوگوں کی طرف ایسے بہت سے فتنوں نے رُخ کیا ہے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کھڑے رہے اور تمام اہل بقیع کے لیے استغفار کرتے رہے، اس کے بعد حضرت امیر علیہ السلام کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے سامنے قرآن ایک مرتبہ پیش کرتے تھے۔ اس سال دو مرتبہ پیش کیا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ اس لیے ہوا کہ میری وفات کا وقت نزدیک ہے، پھر فرمایا اے علی علیہ السلام خدا نے مجھے جنت اور دنیا میں سے ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے، میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا ہے پس میری وفات ہو جائے تو میری شرمگاہ کو چھپانا کیونکہ جو شخص میری شرمگاہ پر نظر کرے گا وہ اندھا ہو جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کی طرف لوٹ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ تین دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں سَر پر پٹی باندھے تشریف لائے اس حالت میں کہ دائیں ہاتھ سے امیر المومنین علیہ السلام اور بائیں سے فضل بن عباس کے کندھے پر سہارا لے رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور بیٹھ گئے اور فرمایا: اے لوگو! وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ میں دُنیا سے اٹھ جاؤں، جس سے میں نے کوئی وعدہ کیا ہو، آئے اور اپنا وعدہ پورا کرائے اور جس کو مجھ سے کوئی قرض لینا ہو وہ مجھے آگاہ کرے۔ اے لوگو! خدا کی اطاعت کے علاوہ حصولِ خیر اور دفعِ شر کا کوئی اور وسیلہ نہیں۔ اے لوگو! کوئی شخص دعویٰ نہ کرے کہ میں عمل کے بغیر نجات حاصل کروں گا اور کوئی آرزو رکھنے والا آرزو نہ رکھے کہ وہ خدا کی اطاعت کے بغیر رضائے الٰہی پائے گا۔ اس خدا کے حق کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، عذاب الٰہی سے

صرف نیک عمل ہی نجات دے سکتا ہے اور اگر میں بھی گناہ کروں تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ خدایا کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔

پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور لوگوں کو مختصر طور پر نماز پڑھائی اور ام سلمہؓ کے گھر میں واپس آ گئے۔ ایک یا دو دن وہاں رہے پھر عائشہ نے باقی ازواج کو راضی کر لیا اور آنحضرت ﷺ کو اپنے گھر لے گئیں۔ جب آپ ﷺ عائشہ کے گھر گئے تو آپ ﷺ کا مرض شدید ہو گیا، بلال جب صبح کی نماز کے وقت آئے تو اس وقت حضرت عالم قدس کی طرف متوجہ تھے، جب بلال نے نماز کی ندا دی تو حضرت ﷺ مطلع نہ ہوئے تو عائشہ کہنے لگیں ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں اور حفصہ کہنے لگیں عمر سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب آپ ﷺ نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ان باتوں کو چھوڑ دو تم ان عورتوں کی طرح ہو جو یوسف علیہ السلام کو گمراہ کرنا چاہتی تھیں چونکہ حضرت ﷺ نے شیخین سے کہا تھا کہ وہ لشکرِ اُسامہ کے ساتھ باہر جائیں، جب ان دونوں کی زبان سے سنا کہ وہ مدینہ میں واپس آ گئے ہیں تو آپ ﷺ بہت غمناک ہوئے اور شدّتِ مرض کے باوجود اٹھے کہ کہیں ان میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز نہ پڑھا دے اور یہ بات لوگوں کے اشتباہ کا سبب نہ بنے اور اس حالت میں اپنا ہاتھ امیر المومنین علیہ السلام اور فضل بن عباس کے دوش پر رکھ کر انتہائی ضعف و ناتوانی سے کہ اپنے پاؤں زمین پر گھسیٹ رہے تھے، مسجد میں تشریف لائے۔ جب محراب کے نزدیک آئے تو دیکھا کہ ابو بکر آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی جگہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر چکے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے آ جاؤ اور خود محراب میں داخل ہوئے اور از سَرِ نو نماز شروع کی اور اس مقدار نماز کو لغو قرار دیا جو پہلے ہو چکی تھی۔

اس کے بعد نماز ختم کر کے گھر واپس آ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے شیخین اور دوسرے مسلمانوں کے ایک گروہ کو بلایا اور فرمایا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ لشکرِ اُسامہ کے ساتھ باہر جاؤ؟

کہنے لگے: بے شک آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا، ارشاد ہوا: کیوں تم لوگوں نے میرے حکم کی اطاعت نہیں کی؟ ابو بکر کہنے لگے: میں تو گیا تھا لیکن واپس اس لیے آیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ تجدید عہد کروں۔ عمر

کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ میں اس لیے نہیں گیا چونکہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کی خیریت دوسرے لوگوں سے پوچھتا پھروں۔ پس حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُسامہ کا لشکر روانہ کرو اور تم بھی اس لشکر کے ساتھ جاؤ۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جس کو میں نے حکم دیا ہو اور وہ لشکرِ اُسامہ کے ساتھ نہ جائے۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ مسجد تک جانے اور واپس آنے کی تھکن اور حزن و اندوہ کی بنا پر جو آپ ﷺ کو عارض ہوا تھا، آپ ﷺ بے ہوش ہو گئے پس مسلمان بہت روئے، عورتوں اور آپ ﷺ کے بچوں کے نوحہ اور رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اور مسلمان مردوں اور عورتوں نے نالے بپا کیے تو آپ ﷺ نے آنکھیں کھول دیں اور ان کی طرف دیکھ فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کتف گوسفند (چمڑا) لے آؤ تا کہ میں تمھیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہونے پاؤ، تو ایک صحابی کھڑا ہوا تا کہ وہ دوات اور چمڑا لے آئے، عمر نے کہا پلٹ آؤ۔ یہ مرد (معاذ اللہ) ہذیان کہہ رہے ہیں، بیماری کا اس پر غلبہ ہے اور ہمارے لیے کتابِ خدا ہی کافی ہے، پس وہ لوگ جو گھر میں موجود تھے ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عمر ٹھیک کہتے ہیں، بعض کہتے ارشادِ رسول ﷺ درست ہے، اس حالت میں رسول خدا ﷺ کی مخالفت جائز نہیں، پھر دوبارہ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ چیز لے آئیں جو آپ ﷺ چاہتے تھے، تو فرمایا ان باتوں کے بعد جو میں تم سے سن چکا ہوں، مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ اچھا سلوک کرنا پھر آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس فضل بن عباس، علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ ﷺ کے مخصوص اہلبیت علیہم السلام باقی رہ گئے، پھر عباس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر یہ امر خلافت ہم بنی ہاشم میں برقرار رہے گا تو ہمیں بشارت دیں تا کہ ہم خوش ہوں اور اگر آپ ﷺ سمجھتے ہیں کہ ہم پر ظلم کریں گے اور خلافت ہم سے چھین لیں گے تو اپنے اصحاب سے ہماری سفارش کیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھیں میرے بعد کمزور کر دیا جائے گا تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے، اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے درآنحالیکہ وہ رو رہے تھے اور حضرت ﷺ کی زندگی سے مایوس

ہو چکے تھے۔ جب سب باہر چلے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی علی علیہ السلام اور چچا عباس کو میرے پاس بلاؤ، پس کسی کو بھیجا گیا جو انہیں بلا لایا۔ جب یہ بیٹھ گئے تو عباس کی طرف رخ کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چچا کیا آپ میری وصیت کو قبول کریں گے اور میرے وعدوں کو پورا کریں گے؟ حضرت عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا بوڑھا ہو گیا ہے اور کثیر العیال ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا تو ہوا سے سبقت کر جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش ابر سے بھی زیادہ ہے۔ میرا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدوں اور بخششوں کے پورا کرنے سے قاصر ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رخ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف موڑا اور فرمایا اے بھائی! کیا تم میری وصیت کو قبول کرو گے؟ میرے وعدوں پر عمل کرو گے؟ میرے قرضوں کو ادا اور میرے اہل خانہ کے امور کی میرے بعد دیکھ بھال کرو گے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا میرے قریب آؤ! جب آپ علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گلے لگایا پھر اپنی انگوٹھی اتاری اور فرمایا: اسے اپنی انگلی میں پہن لو اور اپنی تلوار، زرہ اور دوسرے ہتھیار منگوائے اور حضرت امیر علیہ السلام کو عطا فرمائے پھر وہ پٹکا منگوایا جو ہتھیار لگاتے وقت جنگ کے مواقع پر اپنے شکم پر باندھتے تھے وہ بھی حضرت امیر علیہ السلام کو دیا پھر فرمایا اپنے گھر جاؤ۔

جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی اور لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے روک دیا گیا، حضرت امیر المومنین علیہ السلام حاضر خدمت تھے اور ان سے الگ نہ ہوتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبعیت بحال ہوئی تو فرمایا: میرے بھائی اور یار و مدد گار کو میرے پاس بلاؤ پھر کمزوری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوگئے، عائشہ نے کہا: ابو بکر کو بلا لاؤ۔ ابو بکر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے بیٹھ گئے، جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھولی اور ان کو دیکھا تو منہ پھیر لیا۔ ابو بکر اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر گئے کہ اگر انہیں میری ضرورت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اسی بات کا اعادہ کیا تو حفصہ نے کہا کہ عمر کو بلاؤ جب عمر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر فرمایا کہ میرے بھائی اور یار و مدد گار کو میرے پاس بلاؤ۔

ام سلمہؓ نے کہا: حضرت علی علیہ السلام کو بلاؤ کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود ان کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں۔ جب امیر المومنین علیہ السلام آئے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ میرے قریب آؤ۔ حضرت امیر علیہ السلام ان سے لپٹ گئے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دیر تک ان سے راز کی باتیں کرتے رہے پس حضرت امیر علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے، پھر امیر المومنین علیہ السلام باہر آئے تو لوگوں نے کہا: اے ابوالحسن علیہ السلام ! پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام سے کیا راز کی باتیں کہیں ہیں؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم کئے ہیں کہ ہر باب سے ہزار باب کھلتے ہیں اور مجھے اس چیز کی وصیت کی ہے کہ جسے ان شاء اللہ میں بجالاؤں گا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض سنگین ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحلت قریب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: اے علی علیہ السلام! میرا سر اپنے دامن میں رکھ لو کیونکہ عالمین کے مالک کا حکم آپہنچا ہے اور جب میری جان باہر آئے تو اسے ہاتھ میں لے کر اپنے منہ پر پھیر لو۔ پس میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور میری تجہیز میں لگ جاؤ اور سب سے پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا اور قبر میں سپرد کرنے تک مجھ سے الگ نہ ہونا اور ان تمام امور میں خدا سے مدد طلب کرنا، جب امیر المومنین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اپنی گود میں لیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ہوش ہوگئے اور جناب فاطمہ علیہا السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال بے مثال کو دیکھتی اور گریہ و ندبہ کرتیں اور کہتی تھیں:

وَ أَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

ترجمہ: حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ خوشرو چہرہ ہیں کہ جن کے چہرہ کی برکت سے لوگ بارش طلب کرتے ہیں جو یتیموں کے فریاد رَس اور بیوہ عورتوں کی پناہ گاہ ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نور چشم کی آواز سنی تو آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز میں فرمایا: بیٹی یہ تیرے چچا ابو طالب علیہ السلام کا کلام ہے، یہ نہ کہو بلکہ کہو:

وَ ما مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى أَعْقابِكُم. ۱

ترجمہ: محمد صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، کیا وہ فوت ہو گئے یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے قدموں پر پلٹ جاؤ گے؟

جب سیدہ علیہا السلام کو روتے دیکھا تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ میرے قریب آؤ۔ جب فاطمہ علیہا السلام قریب آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک راز ان کے کان میں کہا کہ جس سے فاطمہ علیہا السلام کا چہرہ بشاش ہو گیا اور وہ خوش ہوئیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس پرواز کر گئی تو حضرت امیر علیہ السلام کا دایاں ہاتھ گلوئے مبارک کے نیچے تھا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھوں کے درمیان سے باہر آئی، پس آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور اپنے چہرے پر پھیر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق بین آنکھیں بند کر دیں اور آپ علیہ السلام کے قامت باکرامت پر کپڑا اُوڑھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔

روایت ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے پوچھا گیا کہ وہ کون سا راز تھا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہا السلام سے کہا کہ جس سے آپ علیہا السلام کا اندوہ خوشی سے اور قلق و اضطراب تسکین سے بدل گیا؟ فرمایا: والد گرامی نے مجھے خبر دی کہ ان اہلبیت علیہم السلام میں سے سب سے پہلے میں انہیں جاملوں گی اور ان کے بعد میری زندگی کی مدت طولانی نہیں ہو گی، اس لئے میرے اندوہ و حزن کو تسکین ہو گئی۔ پس امیر المؤمنین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کی طرف متوجہ ہوئے اور فضل بن عباس کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میت پر پانی ڈالیں پس آپ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا جبکہ آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کُرتہ گریبان سے لے کر ناف تک چاک کر دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل و حنوط اور کفن پہنانے والے تھے اور فضل ان پر پانی ڈال رہے تھے اور غسل دینے میں حضرت علی علیہ السلام کی مدد کر رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے چکے تو آگے بڑھے اور تنہا

۱۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۱۴۴

آپ ﷺ پر نماز پڑھی۔ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر آپ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھنے میں شریک نہیں تھا۔ لوگ مسجد میں جمع تھے اور اس سلسلہ میں گفتگو کر رہے تھے کہ کون شخص آگے کھڑا ہو کر آپ ﷺ کی نماز پڑھائے اور انہیں کہاں دفن کیا جائے گا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے اور ان لوگوں کے پاس جاکر فرمایا کہ پیغمبر اکرم ﷺ زندگی میں اور مرنے کے بعد ہمارے امام و پیشوا ہیں پس گروہ گروہ ہو کر لوگ آئیں اور آپ ﷺ پر نماز پڑھیں بغیر اس کے کہ ان کے آگے کوئی امام ہو اور خداوند عالم جس نبی کی روح کو جہاں قبض کرتا ہے تو اس جگہ کو اس کی قبر کے لئے پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا میں پیغمبر اکرم ﷺ کو اسی حجرہ میں دفن کروں گا جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی ہے لوگوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے۔ جب مسلمان آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کے چچا عباس نے کسی کو ابو عبیدہ جراح کے پاس بھیجا کہ جو اہل مکہ کی قبریں کھودا کرتے تھے اور دوسرے شخص کو زید بن سہل کے طرف بھیجا جو اہل مدینہ کے گورکن تھے تاکہ وہ آکر رسول ﷺ کے لئے قبر کھودیں تو زید بن سہل مل گیا اسے حکم دیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی قبر کھودے جب زید قبر کھودنے سے فارغ ہوئے تو امیر المومنین علیہ السلام، عباس، فضل ابن عباس اور حضرت اُسامہ بن زید قبر میں داخل ہوئے تاکہ آنحضرت ﷺ کو دفن کریں، انصار کے ایک گروہ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو قسم دے کر کہا کہ ہم میں سے بھی ایک شخص کو رسول خدا ﷺ کے دفن کرنے میں شریک کیجئے کیونکہ ہم بھی اس امر میں حصہ دار ہیں، اس پر امیر المومنین علیہ السلام نے اوس بن خولی کو (جو بدری تھے اور قبیلہ خزرج کے صاحبِ فضل شخص تھے) حکم دیا کہ قبر میں داخل ہو پھر امیر المومنین علیہ السلام نے جسدِ مطہر پیغمبر ﷺ کو اٹھایا اور اوس کو دیا تاکہ وہ قبر میں رکھے، جب اس نے حضرت ﷺ کو قبر میں رکھ دیا تو آپ ﷺ نے اوس کو حکم دیا کہ باہر آجاؤ۔ پس اوس قبر سے باہر آگیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام قبر میں اترے اور رسولِ خدا ﷺ کا چہرۂ مبارک کفن سے باہر نکال کر رُخسارِ مبارک قبلہ رُخ زمین پر رکھا دیا پھر لحد کی اینٹیں چُن دی اور اوپر مٹی ڈالی، یہ غمناک واقعہ پیر کے دن اٹھائیس ماہ صفر گیارہ ہجری کو رُونما ہوا۔ آپ ﷺ نے تریسٹھ سال عمر

پائی۔ مہاجرین و انصار کے اکثر لوگ امرِ خلافت کے جھگڑے کی بناء پر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اور دفن میں شریک نہ ہوئے۔[۱]

احادیثِ معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو کر اس دُنیا سے رخصت ہوئے جیسا کہ صفّار نے سندِ معتبر کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُمَّ رَسُولُ اللهِ ص يَوْمَ خَيْبَرَ فَتَكَلَّمَ اللَّحْمُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ص إِنِّي مَسْمُومٌ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ص عِنْدَ مَوْتِهِ الْيَوْمَ قَطَّعَتْ مَطَايَايَ الْأُكْلَةُ الَّتِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ وَ لَا وَصِيٍّ إِلَّا شَهِيدٌ۔[۲]

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کو بکرے کے اگلے پاؤں کے گوشت میں خیبر کے دن زہر دیا گیا تھا۔ جب حضرت ﷺ نے ایک لقمہ تناول فرمایا تو اس گوشت سے آواز آئی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے زہر آلود کیا گیا ہے لہٰذا حضرت ﷺ اپنے مرضِ موت میں فرماتے کہ آج اس لقمہ نے میری کمر توڑ دی ہے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور کوئی نبی یا وصی ایسا نہیں جو اس دُنیا سے شہادت کے ساتھ نہ جاتا ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے آنحضرت ﷺ کو گوسفند کے ذراع (بازو) میں زہر دیا تھا اور جب حضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ کھایا تو اُس ذراع نے کہا کہ میں زہر آلود ہوں پھر آپ ﷺ نے اُسے پھینک دیا، ہمیشہ وہ زہر آپ ﷺ کے بدن میں اثر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کی وجہ سے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ صلوات اللہ علیہ و آلہ۔[۳]

مستحب ہے کہ دور و نزدیک سے آپ ﷺ کی زیارت پڑھی جائے۔ چنانچہ شیخ شہیدؒ نے کتاب دروس میں فرمایا ہے کہ ہر جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ اور آئمہ علیہم السلام کی زیارت مستحب ہے، اگرچہ زیارت کرنے والا ان کی قبروں سے دور ہو اور اگر بلندی پر کھڑا ہو کر زیارت پڑھے تو افضل ہے۔ اور بہتر ہے کہ

۱۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد؛ ج۱؛ ص ۱۸۳-۱۸۹

۲۔ بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد صلی اللہ علیہم؛ ج۱؛ ص ۵۰۳

۳۔ بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد صلی اللہ علیہم؛ ج۱؛ ص ۵۰۳

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہر نماز کے بعد ان الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے جو امام رضا علیہ السلام نے ابن ابی نصر بزنطی کو تعلیم فرمائی تھی:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِينَ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ نَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ، وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ رَبِّكَ، وَعَبَدْتَهُ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ - يَا رَسُولَ اللّٰهِ - أَفْضَلَ مَا جَزَى نَبِيّاً عَنْ أُمَّتِهِ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔[1]

۱۔ قرب الإسناد (ط۔ الحديثة)؛ متن؛ ص ۳۸۲

Ilham®
Swiss Collection
Non-Alcoholic Long Lasting Perfumes
6ml in just
Rs.150/-
Ilham®
Kanz Al Oud
Swiss Collection
4, K.R.1, Hassan Ali Building, Kutchery Road, Light House, Karachi - Pakistan
0092-301-1131550 00971-50-1164726 www.ilhamperfumes.com

HEMANI
Live Natural
A NATURAL LIFESTYLE SOLUTION
since 1949
CERTIFIED
Since 1949 Leading 'Herbal & Natural Brand'
More than 1200 products in over 70 countries
EQM, GMP (UK), Halal Certified
More than 37 outlets & several distribution channels
Herbal Oils
Health Care
Personal Care
Hair Care
Skin Care
Fragrances
USE DISCOUNT CODE TO AVAIL 10% OFF*
HEMANI10
info@hemanitrading.ae | www.hemaniherbals.com
SCAN ME
*Terms & Conditions Apply. Discount code valid only on the website. Not applicable with any other discount & offers.